نایاب جیلانی

شہ مات

گرما کی طویل دوپہروں میں یہ ایک بے رنگ دوپہر تھی۔ دھوپ میں تپش اور حدت معمول سے بڑھ کے تھی۔ اس دن ہوا بھی بند تھی۔ درخت یوں خاموش اور ساکت تھے جیسے کبھی ہلیں گے نہیں۔ ماحول میں رائی بھر خوش گواریت یا ٹھنڈک نہیں تھی۔

باہر پھیلی حدت کی طرح اندر کا ماحول بھی گرم، روکھا اور پر حبس تھا۔ یا پھر اس کے "اندر" رمیدگی کا اثر زیادہ تھا جو ہر چیز میں اسے وحشت دکھائی دیتی تھی۔ وہ کئی دن سے اتنی ہی گم صم، ویران، خاموش اور بے سکون تھی۔ برآمدے کے سامنے لگی جالیوں میں پہروں باہر پھیلی دھوپ کو دیکھنا اس کا جنونی معمول بن گیا تھا۔

پہلے وہ ایسی ہی طویل گرم اور پر تپش دوپہروں میں پورے صحن میں چکرایا کرتی تھی۔ اب اس معمول میں ذرہ بھر تبدیلی آچکی تھی۔ صحن میں چکراتے رہنے کا نتیجہ اسے سرسام کی صورت میں بھگتنا پڑا تھا۔ اب یوں تھا کہ دھوپ میں پاگلوں کی طرح چلنے سے بہتر برآمدے میں کھڑے ہو کر جالیوں کے پار منظر دیکھنا زیادہ مناسب تھا۔ ان جالیوں کے پار کچھ فرلانگ کے فاصلے پہ اس کے تایا کا سفید ماربل سے لشکتا مکان تھا۔ دو منزلہ نہیں، تین نہیں، چار نہیں... پوری سات منزلہ۔

یہ مکان تایا کے بہت اچھے دنوں کی کاوشوں میں سے ایک تھا۔ جب تایا کویت سے بیس سال کما کما کر وطن واپس آئے تو انہوں نے سب سے پہلے یہ سات منزلہ عالیشان ماربل کا مکان بنایا تھا۔ پوری سات منزلیں تھیں۔ ہر منزل ایک مکمل پورشن ایک مکمل گھر کا منظر پیش کرتی تھی۔ تایا نے اپنے ساتوں بیٹوں کے لیے الگ الگ پورشن بنوا دیے تھے تاکہ ان کے بیٹے ہمیشہ ایک ہی مکان کی چھت تلے الگ الگ رہیں۔ نقشے کے لحاظ سے یہ ایک عالیشان مکان تھا۔ ہر پورشن کی بیرونی سیڑھیاں اور راستے الگ تھے اور باہر کی طرف ہی تھے۔ تایا کی ساری کمائی صرف اسی ایک مکان کی صورت میں نظر آتی تھی۔ اس مکان کے علاوہ تایا کا نہ کوئی جمع جتھا تھا اور نہ ہی کوئی پراپرٹی۔ اس کی پروفیسر ماما ہمیشہ ہی ناک بھوں چڑھا کر جتایا کرتی تھیں۔

"عمر بھر تمہارے تایا نے بنایا ہی کیا ہے؟ فقط یہ ایک مکان...؟" تب ماما کے انداز میں عجیب سی نخوت اور غرور ہوا کرتا تھا۔ اور یہ غرور کوئی بے جا نہیں تھا۔ اس کی ماما، بابا کے پورے خاندان میں پہلی اعلا تعلیم یافتہ "کماؤ" خاتون تھیں۔ اور اس پورے خاندان میں بابا پہلے کوالیفائیڈ انتہائی لائق فائق انسان تھے۔ فضائیہ کے انتہائی قابل ترین آفیسر۔ گروپ کیپٹن علیم ڈار۔

وہ زندگی کا ایک لمبا حصہ بڑے بڑے شہروں اور گلمیر ورلڈ میں گزار کر آئی تھی۔ بابا کی ہر مختلف اسٹیشن پہ پوسٹنگ کے دوران اس نے زندگی کو بہت انجوائے کیا تھا۔ سرکاری بنگلوں میں مزے لوٹے تھے تاوقتیکہ بابا ریٹائر ہو کر اپنے اس آبائی چھوٹے سے شہر میں ہمیشہ کے لیے آن بسے تھے۔

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

جب وہ چھوٹی تھی تو بابا کے اس شہر ہمیشہ "عیدوں" پہ آیا کرتی تھی۔ تب بھی اس کی ماما سجیلہ ہمیشہ اس کی تائی اور تایا کی "فیملی" سے عاجز نظر آتیں۔ ان سے خار کھاتی تھیں اور حتی المقدور کوشش کرتی تھیں کہ ماہ مبین اپنی حدود میں رہتے ہوئے تایا کی فیملی سے دور رہے۔

ماما کو تایا کی "بڑی فیملی" سے بھی عجیب الجھن ہوتی تھی۔ وہ اس دور میں سات بچوں کو پیدا کرنے والی تائی سے بہت چڑتی تھیں جو ماما کو انتہائی اجڈ اور جاہل لگتی تھیں، جنہوں نے سات لڑکے پیدا کرکے ماما کی گڈ بک سے نکلنے کا ہمیشہ کے لیے فیصلہ کرلیا تھا۔ اور پھر سات لڑکوں پہ صبر نہیں کیا تھا۔ ایک بیٹی کے لیے مزید بھی عبادتیں، وظائف اور منتیں وغیرہ مانی تھیں۔ اور یہ تو بہت بعد میں پتا چلا تھا تائی صرف بیٹی کی خواہش پوری کرنے کے چکر میں اوپر تلے سات بیٹے پیدا کرچکی تھیں۔

ان کی یہ خواہش بڑے عجیب انداز میں اچانک پوری ہوگئی تھی جب ماہ مبین کی سالوں سے دوہا مقیم اکلوتی پھوپھی اور پھوپھا کی ڈیڈ باڈی تابوت میں بند ہوکر آگئی۔ تب اس چھوٹے سے شہر میں کہرام مچ گیا تھا۔

پھوپھی اور پھوپھا کے بے جان جسموں کے ساتھ ایک زندہ وجود بھی آیا تھا۔ ایک گم صم، ڈرا، سہما خوف زدہ وجود تب پہلی مرتبہ ماہ مبین کا اپنی پھوپھی زاد "فجر" سے تعارف ہوا۔

ہاں وہ "وقت فجر" تھی۔ ایک چاندنی میں نہائی ان چھوئی خوب صورت اور شیشے جیسی شفاف صبح۔ ماہ مبین کو یوں لگتا جیسے اسے چھوا تو وہ "میلی" ہوجائے گی۔ ہاتھ لگایا تو ٹوٹ جائے گی۔ وہ کوئی شیشے کا نازک سا مجسمہ لگتی تھی۔

اس کا ددھیالی خاندان اپنے گورے رنگ اور اونچی ناک کی وجہ سے پہلے ہی بہت مشہور تھا۔ کوئی اور خوبی ماما تسلیم کرتی یا نہ کرتیں، لیکن اتنا ضرور مانتی تھیں کہ اس کا خاندان خوب صورتی میں اپنی مثال آپ تھا۔ خاص طور پر اس کی تائی اور تایا۔ ان کے ساتوں ایک ہی سائز کے لمبے، اونچے اور صحت مند لڑکے۔ ساتوں کے ساتوں جس کمرے میں داخل ہوتے پورا کمرہ جگمگ جگمگ کرنے لگتا تھا۔

ساتوں بھائیوں کی ایک جیسی ڈارک براؤن آنکھیں تھیں۔ ایک جیسے قد، ایک جیسے رنگ اور ایک جیسا ناک نقشہ تھا۔ انہیں دیکھ کر ہر کوئی ورطہ حیرت میں مبتلا ہوجاتا۔ جیسے اللہ پاک نے انہیں ایک ہی "سانچے" میں رکھ کر بنایا ہو۔ ایک ہی مٹی سے ان کا خمیر اٹھایا ہو۔ ایک ہی رنگ سے ان کی "پالش" کی ہو۔ براؤن بال اور براؤن آنکھوں والے سارے تایا زاد ماہ مبین کے لیے "براؤنش بوائز" تھے۔ ان سات لڑکوں میں ایک لڑکی اچانک آگئی تھی۔ کالی آنکھوں اور کالے بالوں والی سہمی سہمی سی لڑکی۔ تائی کی اپنی بیٹی تو ہوئی نہیں تھی اللہ نے تائی کے لیے آسمانوں سے تہیں دوبارہ سے بیٹی بھیج دی۔

وہ عمر میں ماہ مبین جتنی تھی، لیکن وہ ماہ مبین جتنی پراعتماد، بولڈ اور لبرل نہیں تھی۔ وہ اداس تھی۔ وہ اداس رہتی تھی۔ اداس اس کے اندر رچ بس گئی تھی۔

اس نے چھوٹی عمر میں اپنے ماں باپ کو کھو دیا تھا۔ وہ ایک طویل مدت تک اس صدمے کے اثر سے نہیں نکلی تھی۔ تاوقتیکہ گزرتے سمے کی تیز لپکتی لہروں نے اس کے دل کو ماں باپ کی دائمی جدائی میں سہارا دیا تھا اور بلاشبہ اس میں تائی کا بڑا کمال تھا۔ انہوں نے فجر کو اپنے پرشفقت پروں میں ہمیشہ کے لیے سنبھال لیا تھا۔ فجر ان کی نرم، گرم محبت بھری آغوش میں پلی بڑھی تھی۔ تائی کی محبتوں کا اس کے گرد بڑا مضبوط اور لمبا چوڑا حصار تھا۔

تائی اور تایا کی وجہ سے وہ جلدی اس گھر میں ایڈجسٹ کرگئی تھی اور تب ماہ مبین اپنے بابا اور ماما کے ساتھ واپس چکلالہ آگئی۔

ان دنوں بابا چکلالہ پوسٹڈ تھے۔ پھر ایک طویل مدت تک ماہ مبین کسی "عید" پہ بھی اپنے آبائی گھر نہیں آسکی تھی۔ کچھ تو کالج اور یونی ورسٹی کی مصروفیات تھیں اور کچھ اس کی ماما کبھی بھی نہیں چاہتی تھیں کہ وہ اپنے پینڈو کزنز سے گھلے ملے۔ کبھی کبھار فجر سے فون بات ہوتی تھی۔ آہستہ آہستہ وہ بھی ختم ہوگئی۔ ماہ مبین اپنی سوشل لائف، اسٹڈیز اور مصروفیات میں کھو گئی تھی۔ اس کی تیز رفتار زندگی کو سلاد ھچکا تب لگا تھا جب ایک صبح تایا کی لمبی ترین کال آئی۔

اس دن بابا بہت پرجوش اور خوش تھے۔ اتنے خوش کے حد نہیں۔ جب وہ تایا کا فون سن کر دوبارہ ڈائننگ روم میں آئے تو ان کا چہرہ چمک رہا تھا۔ ان کی رنگت سرخ تھی اور وہ بے ساختہ ماما سے مخاطب ہوئے تھے۔

"سجیلہ! فواد نے فوج میں کمیشن لے لیا۔" اپنے سب سے بڑے بھتیجے کی کامیابی نے بابا کو خوشی سے نہال کر رکھا تھا۔ ان کی آنکھیں فخر و انبساط سے روشن تھیں۔ تب ماما نے بڑے آرام سے کندھے جھٹک کر کہا۔

"تو اس میں کیا کمال ہے؟"

"بھائی جان کے بیٹے کی یہ پہلی کامیابی ہے۔ تم انہیں کال کرکے مبارک باد دو اور بھابھی سے بھی بات کرو۔" بابا کے فورس کرنے پر طوعاً "کرہاً" ماما کو فون کرنا ہی پڑا تھا۔ گو کہ وہ تائی کے بچوں کی کامیابیوں سے جلتی نہیں تھی تاہم اتنا خوش بھی نہیں ہوتی تھیں۔

"تقریباً" آٹھ ماہ بعد تایا کے دوسرے بیٹے فائز نے بھی فوج میں کمیشن لے لیا تھا۔ فواد اور فائز دونوں کاکول چلے گئے تھے۔ یکے بعد دیگرے بیٹوں کی کامیابیوں نے یقیناً تایا کا سینہ بھی فخر و انبساط سے پھلا دیا ہوگا اور جب فاتح کے پاک فضائیہ جوائن کرنے کی اطلاع ماما کو ملی تب حقیقی معنوں میں ماما کو جھٹکا لگا تھا جب فواد اور فائز سیکنڈ لیفٹیننٹ ہوئے تب فاتح کو پہلا رینک پائلٹ آفیسر کا لگ چکا تھا اور ان ہی دنوں میں بابا بھی فضائیہ سے ریٹائرڈ ہوگئے تھے۔ تب بابا نے ایک روز ایسے ہی گالف کھیلتے ہوئے ماہ مبین اور ماہ نور کو بتایا۔

"میں سوچتا تھا۔ میرا کوئی بیٹا ہوتا تو میرا جانشین

خواتین کے لیے خوبصورت تحفہ

خواتین کا گھریلو انسائیکلوپیڈیا

کا نیا ایڈیشن قیمت -/750 روپے

کے ساتھ کھانا پکانے کی کتاب

کھانا خزانہ

قیمت -/250 روپے ڈاک خرچ مفت حاصل کریں۔

آج ہی -/800 روپے کا منی آرڈر ارسال فرمائیں۔

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

قیمت -/300 روپے

فاخرہ جبیں

قیمت -/400 روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لیے

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37 اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

بنتا۔ میری جگہ فضائیہ میں آتا۔ ہم تو چراغ آخر شب ہیں اور فاتح طلوع صبح ہے۔ میری دعا ہے اللہ اسے ہمیشہ سربلند رکھے۔" بابا کے لہجے میں فاتح کے لیے عجیب سی نمی اور محبت تھی اور سچ تو یہ ہے۔ تایا کے بیٹوں میں بابا کو سب سے زیادہ فاتح سے محبت اور قلبی لگاؤ تھا۔ بابا کو وہ اپنا پرتو لگتا تھا حالانکہ اپنے سارے "برونش" کزنز میں ماہ مبین کو فاتح خاصا "تک چڑھا" دکھائی دیتا تھا۔ باقی سب تو بہت سویٹ تھے۔ انتہائی جولی اور ہنس مکھ بس فاتح ریزروڈ لگتا تھا اور کچھ کچھ مغرور بھی۔

جیسے بابا کی باتوں میں اکثر ذکر فاتح کا کہیں نہ کہیں سے نکل آتا تھا۔ اسی طرح ماہ مبین بھی ماہ نور سے اکثر گوسپ کے درمیان فاتح کی غیر ارادی طور پر باتیں کرنے لگتی تھی۔

ماہ نور اس کی بیسٹ فرینڈ تھی اور اس کے پیرنٹس بھی حیات نہیں تھے۔ ماہ نور ایک لمبے عرصے سے ماہ مبین کے ساتھ رہ رہی تھی۔ وہ بہت ذہین اور زندہ دل لڑکی تھی۔ ماما کے فرسٹ کزن کی اکلوتی بیٹی تھی یوں وہ ماما کی لاڈلی بھتیجی بھی تھی اور ماہ نور بھی ماما سے بہت اٹیچ تھی۔ جب فواد کپتان سے میجر ہوا تب ایک دن تایا خود بہ نفس نفیس فواد کی شادی کا کارڈ لے کر آئے تھے۔ تب بھی ماما نے اعتراض کا پہلو کہیں نہ کہیں سے نکال لیا تھا۔

"رشتہ طے کیا۔ منگنی کی۔ ہمیں نہ پوچھا نہ بلایا۔ بس شادی کا کارڈ اٹھا کر لے آئے۔" ماما کا شکوہ سن کر تایا کچھ خفیف ہو گئے تھے۔

"اچانک رشتہ طے ہوا ہے۔ منگنی وغیرہ تو کی نہیں۔ ڈائریکٹ شادی طے کر دی ہے۔" تایا کی وضاحت بھی ماما کا موڈ بحال نہیں کر سکی تھی اور ماما نے بابا کو صاف صاف بتا دیا تھا۔

"میرے کالج میں سیکنڈ ٹرم چل رہے ہیں۔ چھٹی ملنا ناممکن ہے۔ آپ اور مبین چلے جائیں۔" ماما کی "کھولن" کو بابا صاف محسوس کر چکے تھے اسی لیے انہوں نے اصرار نہیں کیا تھا اور پھر ماہ مبین اور نور دونوں کو "تیاری" کا آرڈر دے دیا۔

وہ دونوں شادی سے دو ہفتے پہلے جا رہی تھیں۔ بابا نے مہندی سے ایک دن پہلے آنا تھا۔ مبین اور نور نے "جی بھر" کے شادی کی تیاری کر لی تھی۔ پھر اسی اتوار فاتح کا "جڑواں" فائق ان دونوں کو لینے چلا آیا تھا۔ فائق ان دنوں اے ایم سی میں میڈیکل کے آخری پراف میں تھا۔

پورے رستے نور، فائق اور مبین نے ایک ہنگامہ مچائے رکھا تھا۔ لگتا ہی نہیں تھا فائق فیوچر کا ڈاکٹر ہے۔ انتہائی "جوکر" اور ایک نمبر کا میراثی لگتا تھا۔ اتنا ہنساتا تھا کہ پیٹ میں بل پڑ جاتے۔ راستے میں مبین نے بار بار پورے گھر والوں کا "احوال" پوچھا تھا۔

"تائی امی کیسی ہیں؟ غلام فرید؟ فواز احمد فراز؟ اور فیضان سنت...؟" اس نے باری باری فرید، فراز اور فیضان کے بارے میں پوچھا تھا، گھر میں سب ان تینوں کو چڑانے کے لیے ایسے ہی "القابات" سے پکارتے تھے۔ جواباً "وہ تینوں ایسے گلے پڑتے کہ پڑوسی بھی ان کی چیخ و پکار پہ پناہ مانگتے ہوں گے۔

"سب ٹھیک ہیں۔ تم دونوں کی راہ میں آنکھیں، دل، سر بچھا کر بیٹھے ہیں۔" وہ بھی فائق تھا۔ انسانوں کی طرح جواب نہیں دیتا تھا۔

"دل، جگر بچھانے کی کیا ضرورت تھی۔ ان کی "کڑاہی" بنا لیتے۔ کچھ پیٹ میں جاتا تو فائدہ ہوتا۔" نور نے چٹکلا چھوڑا تو مبین کی ہنسی نکل گئی تھی۔

"گھر میں غلام فرید، فراز احمد فراز اور فیضان سنت کے علاوہ اور لوگ بھی ہیں جن کا تم نے حال نہیں پوچھا؟" فائق نے ترچھی نگاہ سے اسے گھورا تو وہ جلدی سے بول پڑی تھی۔

"فواد بھائی، فائز، فاتح، تایا ابو سلمیٰ (نوکرانی) اور فجر، سب کیسے ہیں؟" اس نے شرارتی انداز میں کہا تھا۔ فواد بھائی کے علاوہ گھر میں کوئی بھی کسی کو "بھائی" تما عزت سے نہیں بلاتا تھا۔ سب ایک دوسرے کا نام بلاتے تھے۔

"باقی سب ٹھیک ہیں۔ فاتح کی طبیعت ناساز لگتی ہے۔ ابھی تک "کامرہ" میں سڑ رہا ہے۔" فائق نے مسکرا کر بتایا تھا۔

"تو کیا فاتح کو چھٹی نہیں ملی؟" مبین کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ نجانے وہ کیا احساس تھا۔ وہ سمجھ نہ پائی تب فائق نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"محترمہ! شادی سے دو ہفتے پہلے آ کر اس نے "بیوٹی سیلون" جوائن کرنا تھا۔ وہ بھی اس صورت میں وہ "دولہا" بھی نہیں ہے۔ نہ اس کی شادی ہو رہی ہے۔"

"او...." مبین جیسے سمجھ کر اپنی عقل کو کوسنے لگی۔

"مہندی تک پہنچ جائے گا۔" فائق نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔ تب ہی فائق کی کرولا اس ماربل کے خوب صورت اور دور سے ہی حیران کرتے اونچے بلند مکان کے اندر داخل ہونے لگی۔ مبین نے اب خواب آگیں کیفیت میں اپنا پہلا قدم ماربل کے فرش پہ دھرا تھا۔ یوں کہ سامنے ہی تائی امی اپنی بانہیں پھیلائے مسکراتی ہوئی دکھائی دے گئی تھیں۔ ماہ مبین نے لمحہ بھی نہیں لگایا تھا اور تائی امی کی محبت بھری بانہوں میں سما گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

یہ ایک مصروف ترین دن کا آغاز تھا۔

صبح ہوتے ہی سلمیٰ اور کاکا رہائشی ایریا کی صفائی میں جت گئے تھے۔ اوپر والے سارے پورشن جگر جگر چمک رہے تھے۔ اوپر اتنا آنا جانا بھی نہیں تھا۔ اس لیے گندگی اور بے ترتیبی نہ ہونے کے برابر تھی، جبکہ نیچے تایا کے سارے سپوت "پھیلاوا" ڈالنے میں ایک سے بڑھ کے ایک گرینڈ ماسٹر تھے۔ سوائے فواد بھائی اور فائز کے باقی سب کو گندگی پھیلانے میں کمال حاصل تھا۔ جوتیاں کہیں ہوتی تھیں، شرٹس کہیں، بنیانیں کہیں جرابیں کہیں۔ یہی حال ان کی کتابوں کا تھا۔ جہاں بیٹھتے نوٹس، کتابیں، قلم سیاہی، کاغذ بکھیر کر اٹھ جاتے تھے۔ سلمیٰ آتی یا کاکا کی نظر پڑتی تو وہ سب کچھ "لپیٹ" کے ٹھکانے لگا آتا۔ پھر ان سب کی الگ الگ دہائیاں... کوئی بھی سلمیٰ یا کاکے کو نہیں پکارتا تھا۔

"فجر! میرے نوٹس کہاں گئے؟"

"فجر! میری شرٹ نہیں مل رہی۔"

"فجر! میری میچنگ ٹائی؟"

"فجر! میری فلاں کتاب...؟" اور فجر جہاں بھی ہوتی جس کونے میں بھی ہوتی... دوڑتی، بھاگتی، ہانپتی "مطلوبہ" چیز دریافت کر کے لے آتی تھی۔

اگر فجر نہ ہوتی تو اس گھر میں "اندھیر" مچ جاتا۔ کسی کو کچھ نظر ہی نہ آتا۔ کسی کو کچھ ملتا ہی نا۔ اور یہ سب چیزوں کی تلاش میں اودھم مچا ڈالتے۔ اس وقت فرید ریلنگ سے لٹک کر سارے زمانے کی یتیمی چہرے پہ طاری کر کے چیخ رہا تھا۔

"فجر! مجھے بچالو...." وہ آدھا ریلنگ سے لٹکا دہائیاں دے رہا تھا۔ فجر کچن میں مصروف تھی۔ جیسے ہی فرید کی آواز سنی دوڑتی ہوئی لاؤنج کی طرف بھاگی، لیکن فرید اوپر آدھا لٹکا ہوا تھا اور فراز اس کی شرٹ اتارنے کے چکر میں اس کی گردن دبوچ کے جھٹکے دے رہا تھا۔ فجر کا دماغ ہی گھوم گیا۔

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف
سے بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

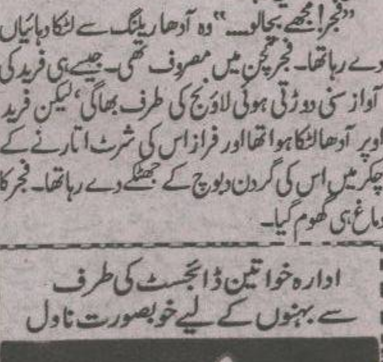

قیمت -/300 روپے

منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37، اردو بازار، کراچی
فون نمبر:
32735021

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

"فراز۔۔۔ رکو تو، کیا کرتے ہو؟ کیا مار کے دم لوگے؟ ٹھہرو میں پوچھتی ہوں تمہیں۔۔۔" وہ لکڑی کی ڈوئی ہاتھ میں لیے سیڑھیاں تیزی سے چڑھ رہی تھی۔

"میں کہہ رہا ہوں فجر! اس للو کے معاملے میں مت آنا۔ یہ میرے ہاتھ سے نہیں بچے گا۔ یہ پوستی، گندا، میلا۔۔۔ عید کے عید نہانے والا میری تیسری نئی نکور شرٹ پہن کر پلیت کرچکا ہے۔ میں اسے چھوڑوں گا نہیں۔۔۔" فراز نے للکار کر فجر کو "جنگ" میں کودنے سے باز رکھا تھا۔ مگر فجر اس کی للکار کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ڈوئی سمیت آگے بڑھی تھی۔

"اس کی گردن چھوڑتے ہو یا لگاؤں ایک ڈوئی۔۔۔؟" فجر نے لہجے میں زمانے بھر کا رعب لانے کی کوشش میں آواز کو اونچا کرتے ہوئے کہا تھا۔ جالے صاف کرتا کاکا اپنا کام چھوڑ کر دلچسپی سے اسٹول کو ٹانگ مار کے قریب آگیا۔

"فجر باجی! ڈوئی مت مارنا۔ میری اماں کہتی ہے جسے ڈوئی ماری جائے اسے "پکھوڑا" (بھوک) لگ جاتا ہے۔ وہ بندہ آٹے کی بوریاں تک کھا جاتا ہے۔ فراز پائی جان پہلے ہی دیگیں ڈکار جاتے ہیں۔ پراٹھیں نگل جاتے ہیں۔ وڈا جگ بھر کے دودھ کا پی جاتے ہیں۔ فرتے پوری مجھ (بھینس) کو گھر باندھنا پڑے گا۔ فجر باجی! تو اڈی باورچی خانے میں رات بھی کٹے گی۔ روٹیاں پکا پکا کر آپ فنا ہوجائیں گی۔ میں ترکاری بنا بنا کر فوت ہوجاؤں گا۔۔۔ پر فراز پائی جان کا ٹڈ (پیٹ) نہیں بھرے گا لکھوالو، مجھ سے۔ ڈوئی لگتے ہی ان کو پکھوڑا لگ جائے گا۔" کاکے نے ایک فلمی چیخ مار کر فجر کو اس کے خطرناک ارادوں سے باز رکھنا چاہا تھا۔ ڈوئی لگنے کے اتنے "مضر اثرات" سن کر فجر سچ مچ اپنے خطرناک ارادوں سے باز آگئی تھی بلکہ کچھ خوف زدہ ہو کر کاکے کو مخاطب کیا تھا۔

"کاکے! کیا واقعی ڈوئی لگنے سے بندہ بھوک سے اتاؤلا ہوجاتا ہے؟"

"فجر باجی! لو دسو، میں کوئی جھوٹ بول رہا ہوں۔۔۔" کاکا سخت برا مان گیا تھا۔ ان دونوں کی بحث کے دوران فراز نے زبردستی فرید سے شرٹ اتروالی تھی۔ اب وہ چیلنجنگ انداز میں اسے گھور رہا تھا۔

"اب لگانا میرے کپڑوں کو ہاتھ۔ میں تمہارے ہاتھ توڑ دوں گا۔ ہر نئے کپڑے پر تمہاری "نظر" ہوتی ہے۔ کوئی کپڑا پہننا مجھے نصیب نہیں ہوتا۔ سارے کپڑے تم میرے جھوٹے کردیتے ہو۔" فراز نے اسے کھولتی نظروں سے گھورا تو فجر بھی دوبارہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہوگئی تھی۔

"شرم کرو فراز! چھوٹے ہو تم فرید سے۔۔۔ مگر "چھوٹا پن" کہیں بھی نہیں۔ ذرا بھی بڑے بھائی کی عزت کا خیال نہیں۔ بے چارے کو بے عزت کرکے رکھ دیتے ہو۔" فجر نے بری طرح سے فراز کو گھرکا تھا۔

"تو یہ عزت داروں والا کام کرے نا۔ میرے کپڑوں کو کیوں پہنتا ہے؟ پھر پسینے سے تر بتر کرکے الماری میں چھپا آتا ہے۔ مشین میں رکھنے کا تردد بھی نہیں کرتا۔" فراز جیسے پھاڑ کھانے کو دوڑا تھا۔

فجر نے اب کی فرید کو گھورنا چاہا تھا اور فرید نظر چرا کر کاکے کو کھاجانے والی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

"غدار! یہ بے پر کی تو نے اڑائی ہے۔" اس نے چبا چبا کر کہا تھا۔ کاکا آئیں بائیں شائیں کرنے لگا۔

"میری مجال ہے جی؟ کسی دشمن نے ہوائی اڑائی ہے۔ فراز پائی جان کی غیر موجودگی میں آپ ان کی الماری سے استری شدہ کپڑے نکال کر پہنتے ہو۔ پھر گول مول کرکے کونوں کھدروں میں چھپا آتے ہو۔ ان کا پرفیوم بے دریغ استعمال کرتے ہو۔۔۔ بلکہ پرفیوم میں نہاتے ہو اور تو اور ان کی شیونگ کٹ کو بھی نہیں بخشتے۔ آفٹر شیولوشن تھوبا تھوبا منہ پہ رگڑتے ہو۔ میں نے تو جی کبھی ان کو نہیں بتایا۔ فراز پائی جان کو آپو آپ پتا لگ جاتا ہے۔" کاکے نے چہرے پہ یتیمی لا کر بڑی رقت سے کہا تھا۔ ادھر فراز کا پارہ ان "انکشافات" پہ اور بھی اڈ اڈ آیا۔

فجر نے آگے بڑھ کر کاکے کا کان مروڑا تو زور زور سے دہائیاں دینے لگا تھا۔

"تم چغلیاں کرنا کب چھوڑو گے؟ میں تمہارے

یہ لمبے لمبے دانت توڑ دوں گی۔"

"یہ تو تمہارا احسان ہوگا ہم پر۔۔۔ کل کی توڑتی آج توڑ دو اس کے سارے دانت۔۔۔" فراز کاکے کو گھورتا فرید کو ایک ٹھڈا مارتا سیڑھیاں اتر گیا تھا۔ پیچھے سے فرید حملے کے لیے لپکنا چاہتا تھا جب فجر نے عجلت میں اس کا بازو دبوچ لیا۔

"جانے بھی دو فرید۔۔۔" فجر کے انداز میں ملائمت تھی۔ فرید غصے میں کھولتا رک گیا۔

"تمہاری خاطر بدلہ نہیں لیتا۔۔۔ ورنہ اس ٹھڈے کے بدلے اسے اتنے گھونسے لاتیں مارتا کہ اسے انی ساس کی ساس بھی یاد آجاتی۔۔۔" فرید نے فلمی سی بھبکی ماری تھی جس پہ کاکا دانت نکوسنے لگا۔

"جب بھی کوئی لڑائی کا سین ہوتا ہے تم فوراً" کام چھوڑ کر بیچ میں کود پڑا کرو۔۔۔ بہت ہڈ حرام ہو۔ جلدی صفائی ختم کرکے کچن میں آؤ۔" فجر نے فرید کو بہلا پھسلا کر نیچے بھیجا اور کاکے کے کان کھینچتی کچن میں آگئی تھی۔ کاکا بھی سلمیٰ کو ڈسٹر پکڑا کر پیچھے ہی بھاگا بھاگا آگیا۔

"فجر باجی! دیکھو نا ذرا۔۔۔ یہ ماہ مبین باجی بڑے لمبے عرصے بعد نہیں آرہی؟" کاکے نے لوکی کو کدوکش کرنے کے لیے کٹر شیلف سے اتارتے ہوئے فجر کو مخاطب کیا تھا۔ وہ جو بریانی کی تہیں لگا رہی تھی لمحہ بھر کو رکی۔

"ہاں۔۔۔ تقریباً" چار سال بعد۔۔۔" اس کے انداز میں کام ختم کرنے کی عجلت تھی۔

"آپ کی مبین باجی سے بہت دوستی تھی۔" کاکے کو خاصی پرانی باتیں یاد آرہی تھیں۔ فجر بھی کہیں دور کھو سی گئی۔ جب وہ نئی نئی اس گھر میں آئی تھی۔ تب اس کی ماڈرن سی مامی کے ساتھ ان کی اکلوتی بیٹی بھی آئی تھی۔ تب فجر کی مبین سے اچھی دوستی ہوگئی تھی۔ جو کافی سالوں کے ٹیلی فونک رابطوں تک برقرار رہی۔ پھر وقت کی گرد نے سب کچھ غبار آلود کردیا تھا۔

معاً" باہر سے مہمانوں کی آمد کا شور اور آوازیں سنائی دیں تو فجر اچانک چونک گئی تھی۔ پھر کاکے کو ہدایات دیتے ہوئے جیسے ہی مہمانوں سے ملنے کے لیے وہ باہر نکلی اچانک غیر محسوس انداز میں اس کے دل نے ایک "بیٹ" مس کی تھی وہ آگے بڑھتی بڑھتی ایک دم رک گئی۔ کاکا اسے رکتا دیکھ کر حیرت سے بولا۔

"باجی! کیا ہوا۔۔۔؟" اس کا رکنا بڑا غیر معمولی ہوا کرتا تھا۔ وہ جب بھی اس انداز میں رکتی تھی اچانک کوئی "چونکا" دینے والی بات کرتی۔

"سنو کاکے! بریانی، رائتہ، کوفتے اور میٹھا تو ہوگیا۔ یوں کرو، تھوڑا سا آٹا بھی گوندھ لو۔ میں مبین سے مل کر کھانا ٹیبل پہ لگاتی ہوں۔۔۔ مجھے لگتا ہے روٹی بھی پکانا ہوگی۔ کامرہ سے فاتح چل پڑا ہے۔ اسے چاول پسند نہیں اور نہ گوشت پسند ہے۔ لوکی کا تازہ سالن بنا کر روٹی تازہ بنا دوں گی۔ وہ ہمیشہ کی طرح بغیر بتائے آرہا ہے۔" وہ ایک ہیجان آمیز کیفیت میں بول رہی تھی۔ چہرے پہ انوکھی سی خوشی تھی اور آنکھیں ان کہے جذبوں کی حدت سے لودیتی تھیں۔ فاتح کی "آمد" کا سن کر کاکے نے خوشی سے باچھیں کھلا کر سر ہلایا تھا۔ اسے یقین تھا اگر فجر باجی کے دل نے فاتح کی آمد کا اعلان کردیا تھا تو پھر دنیا کی کوئی طاقت فاتح کو آنے سے روک نہیں سکتی تھی۔ کیوں کہ فجر کا دل فاتح کے حوالے سے کبھی جھوٹ نہیں کہتا تھا۔ نہ غلط قیاس کرتا تھا۔

اس گھر میں کسی کو بھی فاتح کے حوالے سے بات پوچھنا ہوتی تو وہ فجر سے پوچھنے کے بعد یقین کرلیتے تھے۔ کیوں کہ فاتح گمان نہیں، فجر کا یقین تھا۔

فاتح کامرہ میں ارادہ کرتا اور فجر کے اندر اس کے ارادے سے ہی "آمد" کی آہٹیں ابھرنے لگتی تھیں۔

وہ چلتا تو فجر کی سماعتوں میں اس کے قدموں کی "چاپ" سنائی دیتی۔

وہ بولتا تو فجر کے اندر مٹھاس اترنے لگتی۔

وہ دیکھتا تو فجر کو "مسحور" کردیتا۔۔۔

اس کی نظر کا حصار اسے محسوس کردیتا تھا۔۔۔

ان دونوں کے درمیان ایسا ہی ان کہا، ان چھوا اور

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

سارے اپنوں کو باور کرواتا ایسا ہی خالص اور اٹوٹ رشتہ تھا۔ وہ راہ محبت میں ایک دوسرے کی ہم قدم تھے۔ وہ شاہراہ محبت پہ ایک دوسرے کے "ہم سفر" تھے۔

☼ ☼ ☼

یہ ایک روشن سی صبح تھی۔ ہریاول سے بھری۔۔۔ سبز سبز، سورج بادلوں کے پہلو میں اونگھتا تھا۔ اور سرمئی گولوں نے دھوپ کے سنہرے پن کو ڈھانپ رکھا تھا۔ دیواروں کے ساتھ ایک قطار میں لگے درختوں کے سایوں نے گھنیری پلکیں بچھا رکھی تھیں۔ گھاس کا چھوٹا سا قطعہ آنکھوں کو تراوٹ بخش رہا تھا۔

اس کی بے قرار نظریں گیٹ پہ "نظر بند" تھیں۔ نہ کسی دوسری طرف اٹھتی تھیں نہ کسی اور طرف تھیں۔ اس وقت عالم پہ سکوت طاری تھا۔

معزز مہمان لڑکیاں ایک پرشور اور ہنگامہ پرور پروٹوکول کے بعد آرام کررہی تھیں۔ لڑکے سب اپنے اپنے "دھندے" پہ نکل گئے تھے۔ امی اور ابی دونوں بازار گئے تھے شاید جیولر کے پاس۔۔۔ سلمٰی اور کاکا لاؤنج میں "خراٹے" لے رہے تھے۔ شاید ہر کوئی اپنی اپنی جگہ پرپرسکون تھا سوائے فجر کے۔ جس پہ "عصر" چڑھ رہی تھی۔ قلب بے سکون کو "سکون لطیف" کی آرزو تھی اور "سکون دل و سرور" قلب سے خالی تھا۔ جانے فجر کا "سکون" آج کی تاریخ میں ہی کیوں "دل آباد" سے ہجرت کر گیا تھا؟

اس پہ "چپ خاموشی" طاری تھی۔۔۔ سرمہ در گلو سی یہ کیفیت آمد محبوب سے پہلے سر کو چڑھتی تھی جانے کیوں؟ زندگی میں پہلی مرتبہ فجر کے دل میں ایسی کیفیت نے کروٹیں بدلی تھیں۔

اس کی جلتی آنکھوں میں کچھ گھنٹے پہلے کے منظر عکس بناتے اور مٹاتے تھے۔ جب اس کے دل کی آہٹوں پہ ایک ایک قدم دھرتا فاتح اچانک بغیر بتائے گھر آگیا تھا۔ پورا گھر ہیجان آمیز خوشی میں مبتلا ہوگیا۔ کیوں کہ فاتح کی اپنی اکیلی ذات ہی رنگ و نور اور ہنگاموں کا مرکز تھی۔ اس کے دم سے ویرانوں میں بھی بہار آجاتی تھی۔ وہ انتہائی زندہ دل ہنسوڑ اور خوش گوار طبیعت کا مالک تھا۔ اس کے آتے ہی سارے سوئے ہوئے ہنگامے جاگ اٹھے تھے۔ وہ بھی دو ہفتے پہلے چھٹی لے کر آگیا تھا۔ حالانکہ فائق نے اسے کتنی دفعہ بھگو بھگو کے ماری تھی۔

"کیا تمہاری شادی تھی جو دو ہفتے پہلے یہاں آکر ڈیرہ جمالیا ہے۔۔۔؟"

"تم میرے آنے سے "سڑ" کیوں رہے ہو؟" فاتح نے تیوری چڑھا کر پوچھا۔

"اس لیے کہ آپ کے آجانے سے ان کی "ویلیو" خوب صورت لڑکیوں کے سامنے کم ہوتی ہوتی زیرو پہ آگئی ہے۔" کاکے نے اس کار خیر میں حصہ لینا ضروری سمجھا تھا۔ اس کی حاضر جوابی پہ فاتح نے بھی جھک کے کاکے کو سراہا۔

"جیو میرے کالے بھجنگ شہزادے، ہمیشہ میرے دل کی بات کرتے ہو۔ اسی لیے میرے جانشین ہو۔" فاتح نے اس کی کمر تھپکی۔ وہ شہ پاکر کچھ اور پھیل گیا تھا جبکہ فائق نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

"اپنی شادی پہ تو دو مہینے پہلے ہمارے سروں پہ سوار ہو جاؤ گے۔" فائق کو بھی کسی نہ کسی طریقے بدلہ لینا تھا۔ کیوں کہ مبین اور نور کے سامنے خاصی سبکی ہوچکی تھی۔

"صرف دو؟" فاتح نے ایک بھیانک چیخ ماری تھی۔

"کم از کم چھ مہینے کہو۔۔۔"

"تو تم ایک ہی دفعہ میٹرنٹی لیو لے لینا۔" فرید نے اسے مشورہ دیا تھا۔ مبین اور نور کا ہنس ہنس کے برا حال ہوگیا تھا۔ ان کی تکرار اور ہنگامے کی آوازیں کچن تک بھی آرہی تھیں۔ سبز قہوہ بناتی فجر نے کئی مرتبہ مڑ مڑ کر لاؤنج کی طرف دیکھا تھا۔ اس کے اندر ایک عجیب سی بے قراری مچل رہی تھی۔ مبین اور نور کا منٹوں میں سب گھر والوں سے گھل مل جانا۔۔۔ رونق، ہنگامہ اور ہنسی مذاق۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ دونوں برسوں سے اسی گھر میں رہتی آرہی تھیں۔ اور یہ پہلی مرتبہ ہوا تھا جو فاتح فجر کے سر پہ سوار ہونے کی بجائے لاؤنج میں موجود تھا۔ مبینہ اور نور کو کمپنی دیتا۔ ہنساتا۔ رونق لگاتا۔

"کیا کبھی پہلے بھی ایسا ہوا تھا؟۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔"

وہ تو گھر میں آنے کے بعد ہمہ وقت فجر کے اردگرد گھومتا تھا۔ وہ کچن میں ہوتی، فاتح کچن میں آجاتا۔ چاہے جتنی بھی شدت کی گرمی ہوتی۔ وہ فجر کے کام ختم کرنے تک وہیں کھڑا رہتا تھا۔ اپنے دوستوں کی باتیں سناتا۔ میس کے قصے دوہراتا۔ فجر کو ہنسا ہنسا کر پاگل کردیتا تھا۔ فاتح کے پاس اتنی باتیں ہوتی تھیں۔ جو ختم ہونے میں نہ آتیں۔ ایک کے بعد ایک قصہ شروع کردیتا تھا۔ وہ لانڈرنگ کررہی ہوتی۔ فاتح اس کے ساتھ لانڈرنگ کرواتا۔ وہ کپڑے استری کرتی۔ فاتح ہینگ کرواتا۔ الماریوں میں رکھواتا۔ اور ساتھ ساتھ اس کی لامحدود باتیں اور قصے جاری رہتے تھے۔ ان دونوں کے "تعلق" دوستی اور بے تکلفی پہ کبھی کسی نے اعتراض بھی نہیں کیا تھا۔ اعتراض کا کوئی پہلو نکلتا بھی نہیں تھا۔ امی اور ابی نے برسوں پہلے ان دونوں کو ایسے بے نام بندھن میں باندھا تھا جو گزرتے وقت کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا گیا تھا۔ ایک واضح ہوتا "رشتہ" بن گیا تھا۔ حتیٰ کہ کاکا اور سلمٰی بھی جانتے تھے۔

"فاتح بھائی جان فجر بی بی پہ مرتے ہیں۔۔۔" ان دونوں کی زبان میں محبت کی بس یہی کل تشریح تھی۔ خیر اچھی ہی تشریح تھی۔ رسالپور جانے سے پہلے کے "عرصے" پر اگر نگاہ ڈالی جاتی تو فاتح کی صبح فجر کے نام کی پکار سے ہوتی تھی۔ وہ صبح ہی صبح اودھم مچا ڈالتا تھا۔

"فجر! میری ٹائی، میرے جوتے؟ میرا کالج بیگ؟ اور میرا ناشتا۔۔۔؟" اس کی ہر "پکار" "فجر" کو چکر بنائے رکھتی تھی۔ وہ "پھیلاوا" ڈالنے میں بھی کمال رکھتا تھا۔

فجر جتنی سلیقہ مند ویل ڈسپلنڈ تھی۔ فاتح اسی قدر بدسلیقہ، بے ترتیب اور بدنظم تھا۔ اس کا کمرہ پورے گھر میں سب سے زیادہ گندا اور بے ترتیب ہوتا تھا۔ کوئی بھی چیز ٹکانے پہ نہیں ملتی تھی جب وہ شور مچا مچا کر کالج چلا جاتا تب فجر کو دو گھنٹے لگتے تھے اس کا کمرہ سنوارتے ہوئے۔ تب ہی امی اسے بہت ناراض ہوتی تھیں۔

"تم نے اس کی عادتیں بگاڑ دی ہیں فجر! یہ بعد میں تمہیں بہت ستائے گا۔ ابھی سے اس کی لگامیں کس لو۔"

"امی! کوئی بات نہیں۔۔۔ میں مینیج کرلیتی ہوں نا۔۔۔" وہ سادگی سے مسکرا دیتی تھی۔ فاتح کے کام کرنا اسے کس قدر پسند تھا۔ اس کے پھیلاوے کو سمیٹنے میں کتنا سکون تھا؟ وہ کس طرح امی کو بتا سکتی تھی؟ فاتح کی زندگی بھی ایک ہی دائرے میں گردش کررہی تھی۔ ایئر فورس کی گلیمرس لائف نے بھی اسے اپنے مدار سے بھٹکایا نہیں تھا۔ اس کی دنیا بھی بس "فجر" تک محدود تھی، لیکن اس محدود دنیا کا دائرہ "وسیع" ہونے کے قریب آرہا تھا۔۔۔ سلطنت دل کی سرزمین کے قطعے وسعت پارہے تھے۔ دل کے سنگھاسن (تخت) پہ کوئی اور "تخت نشین" بیٹھنے کے لیے آرہے تھے۔ اور کیا یہ ٹھیک تھا؟ اور کیا یہ واقعی ہی ٹھیک تھا؟

☼ ☼ ☼

تایا کے سفید مکان کی ٹھنڈی راہداریوں میں چلنا اور ان کے ساتوں لڑکوں کی محفل میں پہروں بیٹھ کے ہنسنا دنیا کا حسین ترین "تجربہ" بنتا جارہا تھا۔ ماہ مبین کو لگتا تھا جو وقت اس نے مختلف اسٹیشن کے سرد کلبوں اور سڑکوں پر ضائع کیا تھا۔ کاش اس وقت کو گرفت میں لے کر وہ تایا کی ان راہداریوں کے ٹھنڈے سکون کا مزا لیتی۔ اس گھر میں اتنا سکون اور امن تھا جو دنیا کے کسی خطے میں نظر نہیں آسکتا تھا۔ نور تو ببانگ دہل اعلان کرتی تھی۔

"تم شادی کے بعد جاتی ہو تو جاؤ۔۔۔ میں تو یہاں سے نہیں جانے والی۔"

"ایں؟ یہ تمہارا اٹل فیصلہ ہے۔۔۔؟" مبین حیرت

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

سے پوچھ رہی تھی۔ ابھی انہیں آئے ہوئے سات دن ہوئے تھے اور نور عمر بھر کے لیے یہاں بسیرے کا ارادہ ظاہر کر رہی تھی۔

"یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔" نور صاحبہ کی ترنگ ہی الگ تھی۔

"کیا تم نے میرے تایا کا کوئی لخت جگر تو پھانس نہیں لیا۔۔۔؟" مبین کے مشکوک انداز نور کو گڑبڑانے پہ مجبور کر رہے تھے۔

"تم مجھے ایسا سمجھتی ہو؟" وہ برا مان گئی تھی۔

"مجھے گھمانے کی ضرورت نہیں۔۔۔ میں بھی تمہاری کزن ہوں، مبین نام ہے میرا۔" اس نے دھمکی دینے والے انداز میں کہا تھا۔ تب نور نے کانوں کو ہاتھ لگا لیے۔

"میری ماں! مجھے معاف کر۔"

"ایک شرط پہ۔۔۔؟" مبین نے اسے آنکھیں دکھائی تھیں۔

"کیا؟" نور کا لہجہ تھوڑا مدہم ہوا۔

"تایا کے ایک لڑکے کو چھوڑ کر باقیوں میں سے جس کے ساتھ مرضی محبت کی "پینگیں" ڈال لو۔" وہ شان بے نیازی سے بولی تو نور نے چیخ کر اس کا بازو دبوچ لیا تھا۔

"گھنی میسنی! خود مجھ سے ہر بات چھپاتی ہو؟ کس سے دل اٹکایا ہے تم نے۔۔۔؟" نور تو اس کے پیچھے پڑ گئی تھی۔

"کیوں بتاؤں۔۔۔" اس نے کندھے اچکائے تھے۔ تب نور نے اسے گھور کر دیکھا تھا۔

"تم نہ بتاؤ۔۔۔ میں خود پتا لگا لیتی ہوں۔۔۔" اس نے کنپٹی ٹھکور کر پرسوچ انداز میں کہا تو مبین کی آنکھوں میں قوس و قزح کے رنگ اتر آئے تھے۔ لمحہ بھر کے لیے نور جیسے مبہوت ہو گئی تھی۔

"جس قدر میرا اندازہ ہے۔ اسی تناسب سے کہہ رہی ہوں۔ مجھے لگتا ہے تمہاری فاتح کے ساتھ انڈر اسٹینڈنگ بن رہی ہے۔ میں ٹھیک کہہ رہی ہوں

ہل گیا تھا۔

"کیا تمہیں لگتا ہے فاتح بھی مجھ میں انٹرسٹڈ ہے۔۔۔؟" مبین کے انداز میں واضح جھجک تھی۔

"ان سات دنوں میں کیا پتا لگے گا؟ ابھی تو یہ سب لوگ ہمیں مہمان سمجھ کر بہت پروٹوکول اور کمپنی دے رہے ہیں۔" نور نے حقیقت میں ٹھیک تجزیہ کیا تھا۔

"کیا تمہیں نہیں لگتا فاتح مجھ میں انٹرسٹڈ ہے۔ اس کا لی ہیویئر، ایٹی ٹیوڈ؟ اس کا کیئرنگ انداز۔۔۔؟" مبین نے اپنی بات پہ زور دے کر کہا تو نور کو بھی سوچنا پڑا۔ پچھلے سات دن سے جس قدر فاتح نے ان دونوں کو ٹائم دیا تھا یہ کوئی بھلانے والی بات نہیں تھی۔ وہ انہیں ہر چھوٹی بڑی جگہ پہ گھمانے لے کر گیا تھا۔ چھوٹے بڑے کیفے میں کھانا کھلایا تھا۔ شاپنگ، آؤٹنگ، ہلا گلا۔۔۔ کیا وہ اپنی ہر مہمان کزن کے ساتھ ایسا رویہ رکھتا تھا؟ اتنا ہی ٹائم دیتا تھا؟ اتنا ہی خیال رکھتا تھا؟ یہ باتیں سوچنے والی تھیں۔ نظر انداز کرنے والی نہیں تھیں۔ پھر نور کے ساتھ چاہے ہوتا ہی ہو، تاہم مبین کے لیے اس کا لہجہ، انداز بہت ملائم ہو جاتا تھا۔

ان دونوں کی کیمسٹری بھی مل گئی تھی۔ ان دونوں کا مزاج بھی ایک تھا۔ حیرت انگیز طور پر وہ دونوں بہت ساری عادتوں میں ایک دوسرے کا پرتو تھے۔ ان کے شوق، دلچسپیاں، عادتیں بہت مشترک تھیں۔ نور جرح کرتی تو بہت سے انکشافات ہوتے۔ ابھی کل کی بات تھی۔ وہ انہیں "فروٹی" میں آئس کریم کھلانے لے کر گیا تھا۔ سارے رستے ہنسی مذاق چلتا رہا۔ فرید اور فیضان بھی ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے فجر کو بہت ساتھ چلنے کے لیے کہا، مگر اس نے نماز پڑھنا تھی سو معذرت کر لی، لیکن فاتح نے با آواز بلند ضرور کہا۔

"یہ حجرہ نشین ہے۔ کبھی بھی نہیں آئے گی۔ چاہے ناک کی لکیر کھینچ لیں۔۔۔" فجر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ پھر وہ لوگ "فروٹی" پہنچ گئے تھے، مگر ہوا کچھ یوں کہ مبین کے فیورٹ فلیور کی آئس کریم دستیاب نہیں تھی اور مبین کو کوئی اور

یوں پورا شہر گھوم گھوم کر ہر چھوٹے بڑے پارلر کے سامنے گاڑی روک کر مبین کے لیے آئس کریم ڈھونڈنے کی فاتح نے ہر ممکن کوشش کی تھی۔ حتیٰ کہ مبین نے کتنا ہی کہا تھا۔

"میں یہی کھا لوں گی۔"

"خود پہ جبر کیوں۔۔۔؟ جب ہم تلاش کر سکتے ہیں تو کیوں نہ کریں۔۔۔؟" وہ بھی تو فاتح تھا۔ پوری شام اور آدھی رات گھماتا رہا۔ حتیٰ کہ ایک چھوٹے سے کونے کارنر سے مبین کی فیورٹ آئس کریم "دریافت" ہو گئی تھی۔ تب انہیں اندازہ ہوا تھا۔ فاتح دھن کا پکا تھا اور کسی پہ "جبر" کرنا اور اس کی مرضی کے خلاف اسے مجبور کرنا قطعاً" پسند نہیں تھا۔

نور اور مبین کو بھی اندازہ ہو گیا تھا جب فجر ایک دفعہ انکار کر دیتی تھی تب پورا گھر اسے چاہے کتنی مرضی دلیلیں دے کر مجبور کرتا، فاتح بالکل بھی فجر کے خلاف اسے مجبور نہیں کرتا تھا بلکہ وہ سب کو سمجھاتا۔

"فجر کا موڈ نہیں۔۔۔ اسے تنگ نہ کریں۔۔۔ اس کی مرضی پہ اسے چھوڑ دیں۔" ایسے کئی واقعات نور اور مبین نے ان سات آٹھ دنوں میں دیکھے اور نوٹ کیے تھے۔ فجر آدم بے زار نہیں تھی تاہم شور شرابے سے بے زار ہوتی تھی۔ اسے ہوٹلنگ کرنا، گھومنا پھرنا، شاپنگ پہ جانا گھنٹوں تکرار کرنا ہرگز پسند نہیں تھا۔ وہ ایک خاموش کردار تھی۔ خاموش رہنا پسند کرتی تھی۔

اور اس وقت مبین اپنے اور فاتح کے مابین پانے والے اس ان چھوئے سے احساس نما رشتے کو پنپتا دیکھ رہی تھی۔ اس کا دل جو محسوس کر رہا تھا۔ وہ احساسات انتہائی کورے اور منفرد تھے۔ اس کی اب تک کی زندگی میں یہ موڑ نہیں آیا تھا۔ ایسا موڑ بالکل نہیں آیا تھا۔ اسے لگتا تھا۔ فاتح بھی اسے پسند کرنے لگا ہے۔۔۔ وہ اسے وقت دیتا تھا۔ اس سے بے تکلف ہو گیا تھا۔ ان دونوں کے مابین دوستی کا تعلق بن گیا تھا۔ اتنے مختصر دنوں میں یوں لگتا تھا وہ ایک دوسرے کو برسوں سے جانتے ہیں ان کی پسند ناپسند، عادتیں، مزاج سب ایک تھا۔

مبین کو یقین تھا۔ جس شاہراہ پہ وہ چل رہی ہے۔ جس سفر کو وہ "ہم سفر" کے لیے صدق دل سے قبول کر رہی ہے۔ اس سفر میں ماہ مبین تنہا نہیں۔۔۔ فاتح اس کے ہمراہ ہے۔ اس کا یہ یقین باطل نہیں تھا۔ کیوں کہ اگلے آنے والے دنوں میں ماہ مبین کے ہر یقین پر مہر لگ رہی تھی۔ فواد بھائی کی مہندی کا فنکشن اپنے عروج پہ تھا۔ باہر کھلی جگہ پر شامیانے لگے تھے اور ایک دن پہلے ان کا پورا گھر مہمانوں سے بھر گیا تھا۔ بابا اور ماما بھی آ چکے تھے۔ ویسے تو بابا ریٹائرڈ ہو چکے تھے۔ انہیں اپنے آبائی شہر مستقل آ جانا تھا، لیکن ان دنوں مبین کے پورشن میں کچھ تبدیلیاں اور تزئین و آرائش چل رہی تھی۔

یقین واثق تھا کہ شادی کے فوراً" بعد شفٹنگ ہو جاتی۔ گو کہ ماما کا ارادہ تھا مبین کی شادی کر کے ہی واپس آیا جاتا، لیکن بابا کی ضد تھی کہ شادی وہ یہیں کریں گے۔ اپنے شہر اور اپنے گھر میں۔

ماما کو بابا کی اکثر باتوں کو ماننا پڑتا تھا۔ جس طرح بابا، ماما کی باتیں مان جایا کرتے تھے۔ شاید اسی لیے ان کی گاڑی باسہولت چل رہی تھی اب تک۔ کیوں کہ جہاں سمجھوتہ کرنا پڑتا۔ بابا اور ماما سمجھ داری کا مظاہرہ کرتے ایک ہی بات پہ ایگری کر لیتے تھے۔

ماما نے بھی واپس یہاں آنے پہ کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ اسی لیے بابا گھر فرنشڈ کروا رہے تھے اس دفعہ ماما کی آمد بھی یہاں سالوں بعد ہوئی تھی۔ اس لیے تایا اور تائی کا بدلتا لائف اسٹائل دیکھ کر وہ بے انتہا متاثر لگ رہی تھیں۔ یوں کہ ان کے لبوں کو ایک قفل لگ گیا تھا۔

اب تائی بھی پہلے والی تائی کہاں تھیں؟ وہ تین تین فوجی آفیسر بیٹوں کی ماں تھیں اور باقی بیٹے بھی سب پروفیشنل ڈگریاں لے رہے تھے۔

تائی کے سمدھی بھی فوجی آفیسر تھے۔ فواد بھائی کے کور کمانڈر کی بیٹی تائی کی بہو بن رہی تھی۔ اس کے باوجود تایا اور تائی کی عاجزی اول روز کی طرح سلامت تھی نہ ان کی گردنوں میں سریا فٹ ہوا تھا اور نہ ان میں

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

غرور آیا تھا۔ شاید اللہ ایسے ہی درختوں کو پھل لگاتا ہے۔ جو جھکتے ہیں اکڑتے نہیں۔

اس رات جب مبین مہندی کے فنکشن میں تیار ہو رہی تھی۔ ماما نے اس سے عجیب بات کی۔

"تم نے لبنیٰ کی بیٹی دیکھی..... کس قدر خوب صورت ہے۔" ان کا انداز بڑا عجیب سا تھا۔ اپنے کانوں میں جھمکا اڑستی مبین کچھ چونک گئی۔

"لبنیٰ؟ اچھا لبنیٰ پھوپھو؟ آپ فجر کی بات کر رہی ہیں.....؟" مبین نے سرہلا کر پوچھا۔

"ہاں..... وہی..... " ماما کا انداز سوچ میں گم سا تھا۔

"میں نے ایک چیز بہت نوٹ کی ہے۔" کچھ دیر بعد ماما نے مزید کہا تھا۔ مصروف انداز میں اپنے میک اپ کو فائنل ٹچ دیتی مبین چونک گئی۔

"کیا؟"

"فجر کا اس گھر پہ اور ان لوگوں پہ بہت ہولڈ ہے۔" ماما کا انداز اب بھی عجیب تھا۔ سوچتا ہوا مبین آئی لائنر لگاتی ماما کی طرف مڑ نہیں سکی تھی۔

"ہولڈ سے مراد.....؟" اس نے لائنر لگا کر ماما سے آنکھیں مونڈے مونڈے پوچھا تھا۔

"تم نے دیکھا نہیں۔ بھابھی تو اس کے بغیر قدم بھی نہیں اٹھاتیں۔ ہر جگہ فجر کو آگے آگے رکھتی ہیں۔ اسے واضح پروٹوکول دیتی ہیں۔ در پردہ وہ ان کو یہ جتانا ہوتا ہے کہ فجر کی اہمیت اس گھر میں بہت ٹھوس ہے۔" ماما کے الفاظ مبین کے لیے اچنبھے کا باعث نہیں تھے۔ وہ اس پہلو پہ بہت مرتبہ غور کر چکی تھی۔

"اگر وہ بھائی جان کی بھانجی ہے تو تم بھتیجی ہو۔ اس کے باوجود جو اہمیت وہ فجر کو دیتی ہیں۔ تمہیں نہیں دے رہیں..... تم نے دیکھا نہیں..... کس طرح پارلر والی کو بلا کر زبردستی فجر کو مہندی لگوائی ہے۔ حالانکہ تمہارے ہاتھ بھی صاف ہیں۔ انہوں نے تمہیں تو نہیں کہا....." ماما ایک واضح نکتے کی طرف اشارہ کرتی مبین کو بہت کچھ سوچنے پہ مجبور کر رہی تھیں۔ اس کے اندر ایک پھانس سی چبھ رہی تھی۔ واقعی تائی نے ایک بھی بار اسے مہندی کے لیے نہیں کہا تھا۔ مبین کو اندر ہی اندر افسوس ہوا۔ پھر اس نے سوچا تھا شاید وہ بھول گئی ہوں۔

"فجر کا اس گھر پہ سکہ چل رہا ہے..... مجھے تو لگتا ہے..... فائز یا فاتح میں سے کسی ایک کو فجر کے ساتھ باندھ دیا جائے گا گو کہ وہ خوب صورت ہے، لیکن اس میں چارم نہیں..... اس کی ڈریسنگ میں گریس نہیں۔ پرسنالٹی ایسی نہیں جو اتنے شاندار لڑکوں کے ساتھ یہ موو کر سکے۔ دونوں کے ساتھ زیادتی ہو گی۔" ماما کو اچانک فائز اور فاتح کے ڈوب جانے کے خیال نے بے چین کر دیا تھا۔

اور ایسی ہی کروٹ لیتی بے قراری نے مبین کا احاطہ کر لیا تھا۔ فاتح کے نام پہ اس کا دل ڈوبتا ابھرتا رہا۔

"ہرگز نہیں....." اس نے نفی میں سرہلاتے ہوئے آنکھیں میچ لی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے دل کو کسی نے تلوار کے ساتھ دو حصوں میں تقسیم کر لیا ہو۔

"ایک بات سنو مبین.....!" ماما کچھ بے چین سی اس کے قریب آگئی تھیں۔ مبین نے خالی خالی نظروں سے ماما کا چہرہ دیکھا۔

"بیٹا! میں چاہتی ہوں..... تمہارا اپنے تایا کے گھر ہی بات بن جائے۔ تمہاری تائی ایک بہت سمجھدار نائس خاتون ہیں (اپنے مطلب کے لیے ماما نے ..... کہا تھا) باہر رشتوں میں بہت چھان بین کرنا پڑتی ہے۔ اپنے ہر حال میں اپنے ہوتے ہیں۔ اس لیے تمہیں سمجھا رہی ہوں۔ کچھ نہ کچھ کوشش کرو۔" ان کا واضح اشارہ سمجھ کر مبین کچھ اور گم صم ہو گئی تھی۔ کیا یہ جو کچھ کہا تھا ماما نے کہا تھا؟ کیا وقت ایسے بدل جاتا ہے؟ کیا حالات اس طرح پلٹ جاتے ہیں؟ اور رسی کے "بل" اس طرح نکل جاتے ہیں؟

ماما اسے اپنے تئیں سارے گر سمجھا کر باہر نکل گئی تھیں۔ تب مبین بھی گہرا سانس کھینچتی باہر آگئی۔ اپنے مطلب اور مفاد کی خاطر ماما کچھ بھی کر لیتی تھیں۔ جتنا مرضی جھک جاتیں۔ اور کیا اپنے مفاد اور حق کے لیے کچھ کرنا غلط تھا؟ اور کیا غلط تھا؟ شاید نہیں..... اور بالکل نہیں۔

زندگی ایک ہی بار ملتی ہے۔ اسے اپنی پسند سے گزارنا چاہیے۔ داؤ ایک ہی دفعہ چلتا ہے۔ سوچ سمجھ کے چلانا چاہیے۔ بازی ایک ہی مرتبہ ہاتھ میں آتی ہے۔ ذہانت سے کھیلنا چاہیے۔

وہ کیل کانٹوں سے لیس جیسے ہی راہداری میں آئی سامنے سے فاتح آتا دکھائی دیا تھا۔ وہ کافی عجلت میں لگ رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں دو پھولوں کے گجرے تھے۔ چونکہ پیکٹ میں نہیں تھے اس لیے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ وہ مبین کو آتا دیکھ کر رک گیا تھا..... پھر اس کے چہرے پہ ستائش بھرے تاثرات ابھر آئے تھے جو مبین کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہ سکے۔

بلاشبہ مبین کی پرسنالٹی بہت چارمنگ تھی۔ وہ اپنی ڈریسنگ سے بہت ماڈ لگتی تھی۔ اوپر سے ماڈرن ہیئر کٹ، خوب صورت انداز، اسٹائل وہ بہت اسمارٹ نظر آتی تھی۔

"میں کیسی لگ رہی ہوں.....؟" اس نے اپنے ازلی پراعتماد انداز میں بڑی بے تکلفی سے پوچھ لیا تھا۔ جواباً فاتح نے اس کی کھل کر تعریف کی تھی، لیکن اس تعریف میں اس کا انداز کسے گول مول لگا تھا۔

"اچھے لوگ ہر روپ میں ہمیشہ اچھے لگتے ہیں۔"

"اور میرا ڈریس.....؟" مبین نے ایک ادا سے مسکرا کر کہا تھا۔ اپنی ڈریسنگ کی طرف واضح اشارہ کر کے وہ اپنی ویل ڈریسنگ کی اس پر دھاک بٹھانا چاہتی تھی۔ اور پھر فجر کے "عام حلیے" اور "رف اسٹائل" کو جتانا بھی مقصود تھا۔ کیوں کہ مبین پہ اندر ہی اندر ایک "انکشاف" ہو چکا تھا کہ اس کے مقابل جب بھی آئی فجر ہی آئے گی۔ اور فجر کسی بھی طرح گلیمر، اسٹائل اور ایٹی کیٹس میں اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی تھی وہ ایک معمولی اور عام لڑکی تھی جس میں گلیمر نہیں تھا۔ چارم نہیں تھا۔ گریس نہیں تھا۔ وہ فاتح کے آفیسرانہ لائف اسٹائل اور اس کے سرکل میں کبھی موو نہیں کر سکتی تھی۔

"اور تمہارے ہاتھ میں کیا ہے.....؟" مبین نے اسے جانے کے لیے پر تولتے دیکھ کر جلدی سے پوچھا۔

"پھول، مطلب گجرے ہیں۔" مبین نے وضاحت کی۔

"کس کے لیے.....؟"

"فجر کے لیے....."

"بس فجر کے لیے.....؟" مبین کو جھٹکا لگا۔

"امی نے دیے ہیں۔ ایک تم لے لو۔" اس کا انداز سادہ تھا۔ اور اس سادگی پہ کون نہ مر جاتا؟

"میں کیوں لوں؟ جس کے لیے تائی امی نے لیے ہیں یا بھیجے ہیں اسی کو دو....." مبین بمشکل مسکرا کر کہا تھا۔

"آئی تھنک تمہارے اور نور کے لیے بھی منگوائے ہیں۔ باہر جاؤ گی تو مل جائیں گے تمہیں....." فاتح نے مسکرا کر بتایا۔

"تم لے آتے یہاں....." جانے اس نے کیا سوچ کر کہا تھا۔ فاتح بھی لمحہ بھر کے لیے چپ ہوا جیسے کچھ سوچنے لگا تھا یا اس کے لفظوں کی گہرائی ناپنا چاہتا تھا۔ پھر کچھ سمجھ کر وہ مسکرا دیا۔

"یعنی میرے ہاتھوں سے تم نے لینے تھے.....؟" وہ اس کی سوچ تک رسائی کرتا اسے ورطہ حیرت میں مبتلا کر رہا تھا۔ مبین لمحہ بھر کے لیے دم بخود رہ گئی تھی۔ وہ اس کی سوچ تک کیسے پہنچ گیا تھا؟

"اس میں کچھ برا ہے.....؟" وہ ازلی اعتماد سے بولی تھی۔

"اوں..... ہوں۔" اس نے نفی میں سرہلایا تھا۔

"تو پھر لے آتے نا....." مبین نے جیسے اندر کی تمنا کو ظاہر کر دیا تھا۔ تب اس نے اپنی دونوں ہتھیلیاں اس کے سامنے پھیلا دی تھیں۔

"ابھی یہ لے لو..... امی، فجر کو اور دے دیں گی۔" اس کا انداز خاصا معصومانہ تھا۔

"پھر ایک دے دو....." اس نے کہتے ہوئے اپنی کلائی آگے کر دی تھی۔ کیوں کہ گجرا وہ پہن نہیں سکتی تھی۔ فاتح نے سمجھ کر گجرے کی ہک کھولی اور لاک کر دی۔ ایک خوب صورت احساس اس کے آس پاس بکھر گیا تھا۔

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

"تھینک یو۔" وہ اندر تک مہک گئی۔ پھر یہی احساس اس کے ارد گرد بکھرتا رہا تھا۔ فاتح بھی آگے بڑھ گیا۔ سلمیٰ کی تلاش میں فجر کو پکارتا جب وہ اس کے کمرے میں پہنچا تب وہ تیزی سے باہر نکلتی اس سے ٹکرا گئی تھی۔

"یا وحشت!" وہ درد سے کراہ اٹھی۔ اس کا ماتھا اس کے کندھے سے لگا تھا۔ فاتح شرمندہ ہو گیا۔

"بچ گئی ہو نا۔۔۔؟" اس کے انداز میں فکر مندی تھی۔ وہ ماتھا سہلاتی خفگی سے اسے دیکھنے لگی۔

"سم قاتل ہو۔۔۔ اور پوچھتے ہو بچ گئی ہو نا؟ سم قاتل سے بچتا کون ہے؟" اس کا انداز بہت خفا اور بھرا بھرا سا تھا۔ فاتح سمجھ کے لب بھینچ گیا۔

"فرصت مل گئی مجھ تک آنے کی؟" اتنے دنوں کا غبار تھا جو اسے دیکھ کر نکلنے لگا۔ وہ چپ چاپ سنتا رہا۔ وہ بھی بہت دن سے فاتح کی "مہمان نوازیاں" دیکھ دیکھ کر برداشت کر رہی تھی۔ آج اس کے سامنے کیا آیا تھا وہ موقع کی نزاکت بھلا کر پھٹ پڑی۔

"یہ کیا بات ہوئی۔" وہ جزبز سا ہوا۔

"بات تو ابھی ہوگی۔ ہوئی کہاں ہے؟" اس کی آنکھوں میں آنسو بھر گئے تھے تب فاتح کو بے نیازی کا چولا اتارنا پڑا۔

"وہ مہمان ہے یار، چلی جائے گی۔"

"مہمان نہیں ہے۔۔۔ وہ لوگ یہاں شفٹ ہو رہے ہیں۔ ہمارے برابر۔۔۔ ان کا پورشن فرنشڈ ہو چکا ہے۔" اس نے فاتح کو لاجواب کر دیا تھا۔

"مگر وہ آئی تو بطور مہمان تھی نا۔۔۔" اس کا لہجہ مدہم تھا۔

"وہ صرف تمہاری اکیلے کی مہمان نہیں ہے فاتح! وہ ہم سب کی مہمان ہے۔ اسے انٹرٹین فائق، فائز اور فرید بھی کر سکتے ہیں۔" اس کا لہجہ بلا کا سلگتا ہوا تھا۔ فاتح جیسے تھم سا گیا۔ وہ کہاں تک خفا تھی؟ کہاں تک تپی ہوئی تھی؟ اسے کہاں تک غصہ تھا؟

فاتح کو پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔ اسے سب

نہیں تھا۔

☼ ☼ ☼

ستاروں بھرے آسمان تلے نئی دولہن کو وداع کر کے لے آیا گیا تھا۔ آج فواد بھائی کی برات تھی۔ خوب گہما گہمی اور رونق لگی رہی۔ پورا فنکشن بہت انجوائے کیا تھا۔ واپسی پہ سب لوگ تھک ٹوٹ کر نڈھال ہو گئے تھے۔ پھر بھی فائق اور فرید نے لاؤنج میں محفل لگا لی تھی۔ فاتح آج کھنچا کھنچا سا تھا۔۔۔ لیکن جب محفل عروج پہ تھی تب مبین اسے نہ پا کر ان میراثیوں کے ٹولے سے بچی بچاتی اسے ڈھونڈتی ٹیرس پہ آگئی تھی۔ وہ ستاروں بھرے آسمان تلے کھڑا تھا۔ عجیب سوچوں میں گھرا ہوا۔

وہ اکھڑی اکھڑی فجر کے رویے کو سوچ رہا تھا۔ اس کا رویہ بجا تھا؟ یا وہ فاتح پہ خفگی کا بار لاد کر زیادتی کر رہی تھی؟

کیا اس کا رویہ مبین سے بہت بے تکلفانہ تھا جو فجر کو کھل رہا تھا؟ یا وہ محض اپنی سلگن نکال رہی تھی؟ پھر مبین سے جلاپا کیوں؟ وہ تو اس قدر نائس تھی جولی، فرینکلی۔۔۔ ہنس مکھ۔ آہٹ پا کر فاتح کو گردن موڑنا پڑی تھی۔ اپنے پہلو میں مبین کو دیکھ کر وہ چونک گیا تھا۔ مبین ریلنگ پہ ہاتھ رکھے اپنے پورشن کو دیکھ رہی تھی۔ اس کا پورا پورشن چمک رہا تھا۔ اس وقت ساری لائٹس آن تھی۔ جالیوں میں سے اندر کا منظر روشن تھا۔

"ہم مہمان بلائے جان بننے سے پہلے اپنے پورشن میں شفٹ ہو جائیں گے۔" وہ مسکرا کر فاتح کی طرف دیکھ رہی تھی۔ فاتح کو جھٹکا لگا۔ کہیں فجر نے مبین سے کوئی بات تو نہیں کر دی تھی۔؟ اسے ایک دم فجر پہ غصہ آگیا۔ یہ پہلی بدگمانی کی گرد تھی۔ یہ پہلی بدگمانی کی ضرب تھی۔ فاتح کے دل میں گرہ سی پڑی۔

"یہ تمہارا اپنا گھر ہے مبین! تم خود کو مہمان کیوں سمجھتی ہو۔" اب کہ وہ کچھ خفگی سے بولا تھا۔

"یہ تو تمہاری محبت ہے۔" وہ مسکرا دی تھی۔

"محبت؟ تسلیم کرتی ہو۔۔۔؟" اس کے تنے اعصاب کچھ ڈھیلے پڑے تھے۔ محبت کے ذکر پہ اسے فجر کا خیال آگیا۔

"محبت کو کون تسلیم نہیں کرتا۔۔۔؟" مبین نے الٹا سوال داغ دیا تھا۔

"تمہارے نزدیک محبت کیا ہے۔۔۔؟" وہ ایسے ہی برائے بات پوچھنے لگا۔ شاید اس جیسی لاپروا لڑکی کی رائے معلوم کرنا چاہتا تھا۔

"محبت؟" مبین لمحہ بھر کے لیے سوچ میں ڈوب گئی تھی۔

"میرے لیے محبت ایک ایسے احساس کا نام ہے جو اچانک دل پہ وارد ہوتی ہے اور ہر چیز کو تہہ بالا کر دیتی ہے۔" وہ ایک خواب آگیں لہجے میں کہہ رہی تھی۔ فاتح ذرا دیر کے لیے چونک گیا تھا۔ پھر اس کی فطری شرارت عود آئی تھی۔

"یعنی تم محبت کو "بھونچال" کہہ رہی ہو۔۔۔؟" اس کی آنکھوں میں ڈھیروں مسکراہٹ بھر گئی تھی۔ مبین جو کسی احساس تلے گم صم تھی لمحہ بھر کے لیے بھونچکی رہ گئی۔ پھر اس نے فاتح کو گھور کر دیکھا تھا۔

"حد ہے فاتح! محبت جیسے نرم و نازک احساس کو بھونچال کا نام دے دیا۔۔۔"

"اچھا، پھر تم بتاؤ۔۔۔" وہ معصوم بنا۔۔۔ مبین کچھ دیر سوچتی رہی تھی۔ پھر آنکھیں موند کر ایک جذب سے بولی۔

"محبت دریا کی شفاف لہروں میں طغیانی کا نام ہے جو سر چڑھ کے بولتی ہیں۔"

"ہوں۔۔۔ یعنی تمہارے نزدیک محبت "سونامی" سے ملتی جلتی کوئی چیز ہے۔۔۔؟" وہ اتنی سنجیدگی سے کہہ رہا تھا کہ پہلے تو مبین سمجھی ہی نہیں۔۔۔ پھر اس کے چہرے پہ چھائی شرارت دیکھ کر اس کا موڈ آف ہو گیا۔

"فاتح۔۔۔ بہت پٹو گے مجھ سے۔۔۔" اسے بری طرح تپ چڑھ گئی تھی۔

"دیکھو، میں تمہارا موڈ ٹھیک کرنا چاہ رہا تھا۔" فاتح نے اس کی خفگی مٹانا چاہی تھی۔

"موڈ تمہارا خراب تھا میرا نہیں۔۔۔ میں تمہارا موڈ ٹھیک کرنے آئی تھی۔" اس نے جتلا کر کہا۔

"ہیں؟ کیا واقعی۔۔۔؟" اس کی دلچسپی بڑھی تھی۔ یعنی مبین کو اس کی کمی محسوس ہوئی تھی اور جسے کمی محسوس ہونی چاہیے تھی اسے پروا نہیں تھی۔ اس کے دل پہ بوجھ سا آیا۔

"ہاں۔۔۔ میں تمہیں نیچے دیکھ رہی تھی۔ تم وہاں نہیں تھے۔ جان محفل جب محفل میں نہ ہوں تو محفلوں کے رنگ پھیکے پڑ جاتے ہیں۔" اس کے انداز میں محسوس کیا جانے والا ایک دلنشین احساس بول رہا تھا۔

"ذرہ نوازی ہے جناب کی۔" وہ کورنش بجا لایا تھا۔

"ویسے جب ہم چلے جائیں گے تو تم ہمیں مس کرو گے۔۔۔؟" اس نے لہجے کو حتی المقدور سرسری بنا کر پوچھا تھا۔ ریلنگ سے نیچے جھانکتا فاتح کچھ چونک گیا۔ نیچے صحن میں فجر کاکے سے اکا دکا چیزیں، کرسیاں اور قالین وغیرہ سمٹوا رہی تھی۔ کیا اس نے ان دونوں کو ٹیرس پہ دیکھا تھا؟

"تم لوگ کون سا سات سمندر پار جاؤ گے؟ یہیں برابر میں تو آنا ہے۔" اس نے فجر سے نگاہ ہٹا کر مبین کی طرف دیکھا تھا۔ وہ فاتح پہ ہی نگاہ جما کے کھڑی تھی۔ اسی پل فجر نے بھی نظر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لہر سی اٹھی تھی۔ تاریک رات کا ایک سایہ اس کے چہرے پہ لہرا گیا۔ جانے مبین کیا سننا چاہتی تھی؟ ایکدم چپ سی کر گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

اوائل گرما کی ایک ٹھنڈی اور خوشگوار شام میں ولیمہ بھی ہو گیا۔ ولیمے والے دن بھی مبین پورے فنکشن پہ چھائی رہی تھی۔ اس کی پرسنالٹی میں ایک مقناطیسی سحر تھا جو لوگوں کو مقناطیس کی طرح اپنی طرف کھینچتا تھا۔ پورے فنکشن میں مبین ہر ایک کی پرشوق نگاہ کا مرکز بنی رہی تھی۔ کچھ اسے خود کو نمایاں کرنے کے سارے راز، سارے طریقوں کا پتا تھا۔

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

فنکشن میں وہ حتی المقدور فاتح کے ساتھ ساتھ رہی تھی۔ اس کی ماما کا ایک قول تھا کہ
"اپنی ذات کے لیے اپنی راحت اور خوشی کے لیے کوشش کرنا گناہ نہیں۔" سو مبین اپنے دل کی "راحت" اور "چین" کے لیے خود بخود سدباب کرنے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتی تھی۔ پھر یوں ہوا کہ یہ گمنام سا تعلق بہت سی نگاہوں میں آکر "معنی خیز" بن گیا۔ پورے خاندان میں دبی دبی باتیں ہونے لگی تھیں۔ مبین اور فاتح کے تعلق پہ لوگوں نے "زبان خلق" والی مثال کو ثابت کردیا تھا۔ چونکہ فاتح کا قیام گھر میں تھوڑا عرصہ ہوتا تھا تو اس تک کم ہی باتیں پہنچی تھیں۔

جس دن شادی کے ہنگامے سرد ہونے کے بعد فاتح نے واپسی کا ارادہ کیا یہ اسی دن کی بات تھی۔ اس دن مبین بھی واپس جارہی تھی۔ اس کے ماما بابا اور نور تو پہلے ہی جاچکے تھے۔ قریب ایک ماہ بعد انہوں نے ادھر شفٹ ہوجانا تھا۔

فاتح اپنے روم میں تھا جب مبین اسے تلاش کرتی آگئی۔ وہ فاتح کے ساتھ ہی واپس جارہی تھی۔

"تمہاری پیکنگ ہوگئی؟" مبین نے اندر آتے ہوئے پوچھا تھا۔ ان دونوں میں اتنی بے تکلفی تو ہوچکی تھی جو وہ بے دھڑک ایک دوسرے سے ہربات کرلیتے تھے۔

"میری تیاری کا فجر کو پتا ہوگا۔ بیگ وہی تیار کرتی ہے۔ یقیناً" اس نے کردیا ہوگا۔" فاتح نے مسکرا کر جواب دیا۔

"تم اپنے ہاتھ بھی ہلا لیا کرو۔" وہ صوفے پہ بیٹھتے ہوئے ڈپٹ کر بولی۔

"اس کی کیا ضرورت ہے؟ جب ہاتھ ہلانے والے موجود ہیں۔" اس کا اشارہ فجر کی طرف تھا۔

"فجر تمہاری "بری" میں تمہارے ساتھ جائے گی۔" مبین نے ناک چڑھا کر کہا۔ "کیا پتا ایسا ہو۔ فجر بری سمیت آجائے۔" اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ مبین نے اسے مذاق ہی سمجھا تھا۔

بھلا کہاں فجر اور کہاں فاتح؟ وہ ایک گھریلو حسابی کتابی لڑکی تھی۔ جسے صبح کے ناشتے سے لے کر رات کے کھانے تک سب کی فکر ہوتی۔ فاتح چاول نہیں کھاتا۔ فرید دال نہیں کھاتا، فائز سبزی نہیں کھاتا۔ فراز روٹی نہیں کھاتا۔ سب کے لیے الگ الگ مینیو ترتیب دینے والی فجر بھلا فاتح جیسے گلیمر بندے کے ساتھ چل سکتی تھی وہ جسے کچن سے ہی فرصت نہیں تھی۔؟ وہ اپنے تمام خیالات کو جھٹک کر فاتح کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہمیں کب تک نکلنا ہے؟" اس نے احتیاطاً پوچھ لیا تھا۔ ویسے وہ چاہتی تھی جلد از جلد یہاں سے نکل لیں۔ ابھی وہ کچن کی طرف سے ہو کر آئی تھی جب اس کا فجر سے سامنا ہوا۔ وہ آنکھیں شاید رو رہی تھیں۔ جانے کیوں؟ مبین بھی رک گئی۔

"ہم لوگ جارہے ہیں فجر!" اس کا انداز اطلاع دینے والا تھا۔ ہم لوگوں سے مراد فاتح اور وہ خود تھی۔ فجر کے اندر پھانس سی اٹک گئی تھی۔

"مجھے پتا ہے۔" اس کی آواز بھی بھرا رہی تھی۔ اور مبین جانتی تھی فجر بمشکل خود پہ قابو پا رہی ہے۔ پھر بھی جان بوجھ کر اسے بولنے پہ اکسا رہی تھی۔ جانے اسے کیا کھوجنا تھا۔ اور فجر کے منہ سے کیا سننا تھا؟

"میرا دل تو چاہتا ہے میں ہمیشہ کے لیے یہیں رہ جاؤں۔" مبین کا انداز حسرت زدہ تھا۔

"تو رہ جائیں۔" فجر نے جانے کس دل سے کہا تھا۔

"ان شاء اللہ۔" مبین ہلکا سا مسکرادی۔

"میں اس گھر میں واپس آؤں گی۔ آفٹر آل میرے تایا کا گھر ہے۔" جانے فجر پہ یہ کیا جتلانا مقصود تھا؟ وہ کچھ سمجھ نہیں سکتی تھی۔

"اچھا۔ فجر! چلتی ہوں میں۔ دیکھو فاتح کے میسج پہ میسج آرہے ہیں۔ آئی تھنک وہ اپنے روم میں ہے اور مجھے بلا رہا ہے۔ مے بی بور ہو رہا ہو۔" اس نے موبائل کی طرف توجہ دے کر بڑے محسوس کروانے والے انداز میں کہا تھا یوں کہ فجر نے جھٹکا کھا کر اس کی طرف دیکھا۔ گویا اسے مبین کی بات پہ یقین نہ آیا ہو۔

جب کہ مبین ایک دم بے نیاز بن گئی تھی۔ جب وہ فاتح کی تلاش میں اس کے روم کی طرف جارہی تھی تب بھی وہ جانتی تھی کہ فجر کی "بے یقین" نگاہیں اس کی پشت پہ جمی ہیں۔ اور ان حیرت سے کھلی آنکھوں میں بے انتہا نمی بھی ہوگی۔

اب مبین اس پہ ترس کھا کر اپنی "ناؤ" کیسے ڈبو ڈالتی؟ اپنے دل کی خوشی کو برباد کیسے کرلیتی؟ فجر کو صبر کرنا چاہیے تھا۔ صبر سے کام لینا چاہیے تھا۔ کیونکہ ہر اچھی چیز قسمت میں نہیں بھی ہوتی۔ اور اس وقت وہ فاتح کے روم میں بڑی شان سے کھڑی تھی۔

"ہم بس نکلتے ہیں مبین! تم امی وغیرہ سے مل لو۔ کاکا تمہارا سامان ڈگی میں رکھ آیا ہے۔" فاتح بھی اپنی جگہ سے عجلت میں اٹھا تھا اور پھر باہر نکل گیا۔ کوریڈور میں فجر کھڑی تھی۔ دو سوٹ کیس اور ایک ہینڈ کیری کو باہر بھجوا رہی تھی۔ شاید یہ ہینڈ کیری فاتح کی تھی۔ مبین اس کے قریب سے گزر کر تائی کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ تائی نے مسکرا کر اسے خوش آمدید کہا تھا پھر وہ اردگرد پھیلائے کپڑوں کی طرف اشارہ کرکے بولیں۔

"جو سوٹ تمہیں پسند ہیں لے لو۔ اور یہ رنگ تمہارے لیے۔ فجر کو بھی دی ہے نواد کی طرف سے۔ اس کی بہنیں تو تم دونوں ہو۔" انہوں نے کمال محبت سے مبین کو سونے کی رنگ پہنائی تو وہ بے انتہا خوش ہوگئی تھی۔

"نواد بھائی اور عزہ بھابھی جانے کب آئیں گے۔ ان سے ملاقات نہیں ہوسکے گی۔ اور تھینک یو تائی امی؟" اس نے تائی کے گلے میں بانہیں ڈال کر لاڈ سے کہا تھا۔

"تھینک کیوں؟ یہ تمہارا حق ہے۔" انہوں نے مبین کو کندھے پہ پیار کیا۔

"اب تم جلدی سے یہاں آجاؤ۔"

"میرا تو جانے کو دل نہیں کررہا۔" اس نے ٹھنک کر اہمیت لینے کی غرض سے جتلایا تھا۔

"تو نہ جاؤ بیٹا! سجیلہ اور علیم بھی تو آنے والے ہیں۔"

"میرا اپنے پورشن میں نہیں۔ آپ کے گھر میں رہنے کو دل کرتا ہے۔" اس نے اپنے دل میں دبی خواہش کو ظاہر کردیا تھا۔ تائی امی لمحہ بھر کے لیے چونکی تھیں پھر بے ساختہ مسکرادیں۔

"کیوں نہیں۔ تمہارا اپنا گھر ہے۔ تم بالکل نہ جاؤ۔ میں علیم اور سجیلہ سے بات کرلیتی ہوں۔" انہوں نے ساتھ ساتھ لگا کر نرمی سے کہا تو مبین کے اندر خوشی کی لہر گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

سامنے درختوں پر رنگ اشہب پھیل رہے تھے۔ عنبر کی سیاہی کا عکس ماحول پہ بھی چھایا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ فضا بھی معطر تھی۔ عطر آگیں کا احساس نتھنوں سے ٹکراتا تھا۔ وہ "عنوان زندگی" کو سوچتی بہت دل برداشتہ تھی۔ یوں لگتا تھا عمر بھر کی پونجی لٹنے کے قریب ہے۔ یا کوئی ان چھوا خواب مٹھی سے پھسلنے اور ہاتھ سے گرنے کے قریب ہے۔

معاً" دل میں اٹھتی ٹیسیوں کو کسی کے قدموں کی آہٹ نے اندر ہی اندر دبا دیا تھا۔ فجر نے مڑ کر دیکھا وہ "دشمن جان" سامنے ہی ایستادہ تھا۔ وہ آنکھوں میں تیرتی نمی کو چھپانے کے لیے سر کو جھکا گئی تھی۔ معاً" وہ نپے تلے قدم اٹھاتا اس کے سامنے آگیا۔ یوں کہ فجر کو آنسو "پی" لینے کے بعد سر اٹھا کر اسے دیکھنا ہی پڑا تھا۔

"میں تمہارے اس اکھڑے رویے سے کیا نتیجہ اخذ کروں؟" کچھ دیر بعد اسے فاتح کی آواز سنائی دی تھی۔ یقیناً" وہ جلدی میں تھا۔ اسی لیے بغیر تمہید کے مطلب کی بات پہ آگیا تھا ویسے بھی وہ لمبی بحث میں نہیں پڑتا تھا۔ فجر اس کے لہجے کی سختی پہ لمحہ بھر کے لیے بھونچکی رہ گئی تھی۔ یعنی یہاں تو الٹے چور والی مثال صادق آگئی تھی۔ وہ حیران ہوتی ہوتی غصے میں آگئی۔

"اگر یہی سوال میں تم سے کروں؟" اس کا چہرہ بلا کا سرخ ہوگیا تھا۔

"تم کرسکتی ہو میں جواب دے دوں گا۔" فاتح کا اعتماد

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com

قابل دید تھا۔
"جو میری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ اسے میں کیا سمجھوں؟" فجر کے لہجے میں کیا کچھ نہیں تھا؟ غصہ' اہانت' اپنے نظرانداز کیے جانے کا دکھ۔
"تمہاری آنکھیں کیا دیکھ رہی ہیں؟۔" فاتح نے بھی تیوری چڑھا کر پوچھا تھا۔
"شاید تم نے کان بند کر رکھے ہیں۔ ہر ایک کی زبان پر سوال۔ لوگ باتیں بنا رہے ہیں۔ تم اور مبین" شدت ضبط کے باوجود فجر کا اختیار خود پہ نہیں رہا تھا۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی تھی۔ اس کے آنسو دیکھ کر فاتح بری طرح سے جھنجلا گیا تھا۔
"یہ رونا تو بند کرو۔"
"اب رونے پہ بھی اعتراض ہے؟ نجانے آگے کس کس بات پر اعتراض ہوگا۔" فجر بھی پھٹ پڑی تھی۔
"تم انتہائی احمق ہو۔" وہ غصے میں بولا۔
"اب یہی کہو گے۔ مبین جو نظر آگئی ہے۔ اس کے سامنے میں جاہل' احمق' بدھو ہی نظر آؤں گی۔"
"فضول بکواس نہیں ہوگی فجر! اپنی اور میری بات کرو۔ باقی چھوڑو۔" معاً اس کا لہجہ نرم ہو گیا تھا۔
"اپنی اور تمہاری کیا بات کروں۔ بیچ میں جب اور لوگوں کو کھڑے کر لو گے؟" فجر کا لہجہ بھی دھیما پڑ گیا۔
"غلط بات نہیں چلے گی فجر! میں نے کہا نا۔ جو تم سوچ رہی ہو۔ ایسا کچھ نہیں۔ میرے لیے جو تم ہو اور کوئی نہیں۔ کیا اسٹامپ پیپر پر لکھ دوں؟۔" فاتح کے لہجے میں نرماہٹ بھر گئی تھی۔ اسے اپنی غلطی بھی سمجھ آگئی۔ فجر کی ناراضی بجا تھی۔ اس نے واقعی فجر کو بہت نظرانداز کیا تھا۔ لیکن یہ دانستہ ہرگز نہیں تھا۔
"کیا واقعی؟۔" فجر کی بدگمانی بس یہیں تک تھی۔ فاتح نے دو میٹھے بول کیا اس کی سماعتوں میں اتارے وہ پچھلی ہر بات بھول گئی تھی۔ فجر اس کی محبت میں ایسی ہی دیوانی تھی۔
فاتح کو بھی احساس ہو رہا تھا مبین کی "میزبانی" کے چکر میں اس نے فجر کے ساتھ زیادتی کی تھی اس کا معصوم دل کس قدر دکھا ہوگا؟
لیکن ایک لحاظ سے وہ فجر کو جتانا چاہتا تھا کہ اسے دوسروں کو دیکھ کر خود سے تبدیلی لانی چاہیے۔ اپنی پرسنالٹی کو گروم کرنا چاہیے۔ گھر کی باؤنڈری وال سے باہر نکلنا چاہیے۔ فجر کسی سے کم نہیں تھی۔
فاتح اسے سمجھاتا تو وہ سمجھ جاتی۔ لیکن یہاں بھی فاتح کی غلطی تھی۔ وہ ہر بات اس سے کرتا تھا۔ لیکن یہ بات نہیں کرتا تھا کیونکہ اس کے اندر کا روایتی مرد فجر کو بس اپنی نگاہ کے "حصار" میں رکھنا چاہتا تھا۔ اپنے دل اور گھر کی باؤنڈری وال کے اندر دیکھنا چاہتا تھا۔ اور اس میں کچھ برا تھا؟

✲ ✲ ✲

"کبھی کبھی لمحوں کی لغزش اور دل کی ذرہ بھر تبدیلی عمر بھر کا روگ بن جاتی ہے۔ مبین کے لیے تایا کے گھر سے واپسی کا سفر بہت کٹھن اور محال تھا۔ وہ دل پہ نادیدہ بوجھ لے کر آئی تھی۔ وہ اپنے خواب' تمنائیں اور دل پرایا کر آئی تھی۔ اسے فاتح سے محبت ہو گئی تھی۔
ماما کو اس کی کیفیت پہ ہول اٹھتے تھے۔ وہ اس کے اردگرد چکراتی رہتی تھیں۔ مبین ان کی اکلوتی بیٹی تھی۔ وہ اسے ہمیشہ خوش اور شاد باد دیکھنا چاہتی تھیں۔ اسے بولایا بولایا پھرتا دیکھ کر تفکر کے گھیرے میں آجاتی تھیں۔
"مجھے تمہاری بہت فکر ہے مبین! تم ایسی تو نہیں تھی۔"
"مجھے اس نے ایسا ہی بنا دیا ہے ماما! میرے اختیار میں کچھ بھی نہیں۔" ایک دن وہ سجیلہ کی گود میں سر رکھ کر رو پڑی تھی تب سجیلہ کو سمجھ میں آیا۔ مبین فاتح کی محبت میں بہت آگے تک جا چکی تھی۔
"کیا فاتح کا تمہارے ساتھ کوئی کونٹیکٹ ہے؟۔" سجیلہ کچھ سوچتے ہوئے بولیں۔
"جی۔"
"تمہیں کیا لگتا ہے؟ وہ تم میں انٹرسٹڈ ہے؟" وہ نجانے کیا پوچھنا چاہتی تھیں۔ اس نے گہرا سانس بھرا۔
"واضح تو کچھ نہیں۔ لیکن اتنا مجھے یقین ہے۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے۔ مجھ سے متاثر ہے۔" مبین نے کچھ سوچتے ہوئے بتایا تھا۔
"تم اس کو کہو نا۔ اپنا پرپوزل بھیجے۔" انہوں نے بے چینی دبا کر کہا۔
"میں کیسے کہہ سکتی ہوں۔" ماما! بہت برا لگے گا۔ وہ اتنا بھی لبرل نہیں۔ میری یہ بات ہضم کر جائے۔"
مبین کو ماما کے مشورے میں کامیابی کا کوئی چانس نظر نہیں آتا تھا۔ کیا اسے اتنا بولڈ اسٹیپ لینا چاہیے تھا؟
اور جب نور اس کی "کیفیات" پر چونکنا ہوئی تب اس نے نور تک اپنی "بے بسی" کی ہر اذیت پہنچا دی تھی۔ وہ اس کی دوست تھی اس کی تکلیف پہ تڑپ گئی۔ تاہم مبین کے جذبات کو دیکھ کر اس کی سوچوں کے کئی باب کھل گئے تھے۔ وہ اس گھر میں چند دنوں پہ محیط قیام کے بعد اتنا اندازہ تو کر چکی تھی کہ باقاعدہ طور پر نہ سہی' پھر بھی فجر اور فاتح کے درمیان کوئی رشتہ ضرور ہے۔ گھر کے ملازم کاکے کی زبانی بھی نور کو ان دونوں کے غائبانہ رشتے کا پتا چلا تھا۔
"فاتح پائی جان اور فجر باجی کی شادی ہوگی وڈی آپا جی (تائی) نے ان کا بچپن میں رشتہ پکا کر دیا تھا۔" کاکا اتنا زبان دراز نہ ہوتا تو انہیں اس حقیقت کا پتا بھی نہ چلتا۔ فجر کی اس گھر میں بہت مضبوط حیثیت تھی۔ نہیں بھی فجر کی حیثیت کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا تھا۔ نور کو نہیں لگتا تھا مبین کی تائی فجر پہ مبین کو فوقیت دیتیں۔ وہ فجر سے بہت محبت کرتی تھیں۔ اور فجر کی جگہ مبین نہیں لے سکتی تھی۔ مبین کو ایک ہی صورت میں من کی مراد مل سکتی تھی۔ جب وہ فاتح کے دل تک رسائی حاصل کر لیتی اور فاتح کو فجر سے بدگمان کر دیتی۔ گو مبین مانتی یا نہ مانتی نور نے خود محسوس کیا تھا۔ فاتح کے دل میں فجر کے لیے سوفٹ کارنر موجود تھا۔ اور اس وقت وہ مبین کو یہی بات سمجھا رہی تھی۔
"مبین! تم نے غلط جگہ دل اٹکایا ہے۔ اس گھر میں تمہیں کوئی اور نہیں ملا تھا؟" وہ خاص خفگی سے اسے گھرک رہی تھی۔
"کوئی اور یعنی فائز؟ کیپٹن فائز تھا تو سہی۔" اس نے چمک کر کہا تو نور بے ساختہ نظریں چرا گئی تھی۔
"فائق بھی تو تھا۔ اتنا پیارا اور ہنس مکھ۔" نور کی آواز کمزور تھی مبین ہنس پڑی۔
"یہ دل کے فیصلے ہوتے ہیں میری جان! چھان پھٹک کے نہیں ہوتے۔ ورنہ تم بھی فرید یا فائق پہ نظر رکھتیں فائز پہ نہیں۔"
"جو فائز ہے وہ تو کوئی بھی نہیں۔" نور نے زیر لب بڑبڑا کر کہا۔ وہ جیسے لاجواب ہو گئی تھی۔
"اور جو فاتح ہے اس جیسا بھی کوئی نہیں۔" مبین کے اندر میٹھا میٹھا درد پھیلنے لگا تھا۔
"تمہیں لگتا ہے فاتح کوئی اسٹینڈ لے گا۔" نور اسے اصل بات کی طرف لے آئی تھی۔ مبین نے گہرا سانس کھینچ لیا۔
"اسے اسٹینڈ لینا پڑے گا۔" مبین کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا جو اسے ٹھٹکا گیا۔ وہ بغور اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ وہاں پر ایک عزم تھا۔ کچھ کر دکھانے کی لگن تھی۔ نور کو عجب سا ڈر لگا۔ اسے مبین کے ارادوں سے خوف آیا تھا۔
"فاتح مان جائے گا۔ کیا اس کی ماں بھی مان جائے گی۔ وہ بھی اس صورت میں جب فجر اس کی منگیتر ہے۔"
"بچپن کی منگیتر۔" نور کے اگلے سوال نے لمحہ بھر کے لیے مبین کو بھونچکا کر دیا تھا۔ لیکن یہ کیفیت لمحاتی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ اس "دھچکے" سے سنبھل گئی تھی۔
"بچپن کے رشتوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی' یہ توڑے بھی جا سکتے ہیں۔" وہ سفاکی کی حد تک پر اعتماد تھی۔

✲ ✲ ✲

یہ برسات کے دن تھے۔ انتہائی گیلے گیلے' حبس زدہ۔ بارش کے بعد کچھ ہی دیر تک موسم خوشگوار رہتا

تھا۔ پھر زمین حبس اور حدت چھوڑ دیتی تھی۔ ہوا بند ہوجاتی۔ اور گرمی کا زور بڑھنے لگتا تھا۔

اس چھوٹے سے شہر میں لائٹ بھی بہت جا رہی تھی۔ اور ایکٹوٹیز بھی نہ ہونے کے برابر تھیں۔ نہ کلب تھا۔ نہ جم نہ کوئی اور تفریح اس کے باوجود مبین بہت خوش اور مگن تھی۔ قریب قریب تین ہفتے پہلے وہ لوگ اپنے گھر میں شفٹ ہوگئے تھے۔ بابا کو تو یہاں بہت مصروفیات مل گئی تھیں۔ یا وہ تایا کے ساتھ دوستوں میں نکل جاتے تھے۔

ماما کی مقامی کالج میں ٹرانسفر ہوچکی تھی۔ وہ اپنے کالج میں بزی رہتی تھیں۔ نور ان دنوں اپنے انکل کے پاس گئی تھی۔ سو مبین اکیلے پن کو انجوائے کر رہی تھی گو کہ اس انجوائے منٹ میں کبھی کبھی بوریت کا عنصر بھی آجاتا تھا۔ لیکن ایک احساس اسے کبھی بھی مایوس نہ ہونے دیتا۔ اور وہ احساس تھا فاتح کی واپسی کا احساس۔

وہ دن میں کئی کئی گھنٹے اس سے فون پہ ان ٹچ رہتی تھی۔ زیادہ تر وہی میسج کرتی تھی۔ وہ جتنا بھی مصروف ہوتا رپلائی ضرور کرتا تھا۔ اور یہ اس کے لیے اعزاز تھا۔ اس کا التفات مبین کے لیے ہفت اقلیم کی دولت تھی۔

اس دن مبین بہت خوب صورت سا ڈریس پہن کر برابر والے گھر آئی تھی۔ اس کا اکثر وقت یہیں گزرتا تھا۔ یوں فجر سے بھی نہ چاہتے ہوئے گپ شپ رہتی۔ جب وہ تایا کی طرف آئی اس وقت گھر میں کوئی نہیں تھا۔ فجر کچن میں مصروف تھی۔ دوپہر کا وقت تھا۔ سو وہ لنچ تیار کر رہی تھی۔ مبین کو دیکھ کر فجر کچھ سنجیدہ ہوگئی۔ اتنے گرم اور پرحدت ماحول میں مبین کس قدر تر و تازہ گلاب کا عکس لگ رہی تھی۔ انتہائی فریش اور کھلی کھلی۔۔۔ اوپر سے نت نئے کٹنگ کے اسٹائل۔۔۔ انتہائی مہنگے اور دیدہ زیب لباس۔۔۔ اوپر سے پہننے اوڑھنے کا سلیقہ تھا۔ وہ اتنی خوب صورت نہیں تھی۔ مگر لگتی بہت خوب صورت تھی۔

اپنا آپ اس کے سامنے بہت ہی "میلا" لگا تھا۔ خاصا بدبودار۔ ایک تو سخت گرمی تھی۔ اوپر سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ مبین کو کچن میں دیکھ کر فجر نے کہا۔

"یہاں بہت گرمی ہے۔ آپ باہر چلیں میں ہانڈی اتار کے آتی ہوں۔"

"اٹس اوکے تم بھی تو کھڑی ہو۔" مبین لاپرواہی سے بولی تھی۔ ٹماٹر کاٹتی فجر لمحہ بھر کے لیے چپ کر گئی۔ "میں تو عادی ہوں۔" اس کا انداز سادہ سا تھا۔

"تو میں بھی عادی ہوجاؤں گی۔" وہ مسکرادی تھی۔ اس "مسکراہٹ" میں کیا مجھے جلانا مقصود تھا؟

"آپ؟۔" فجر اتنا حیران ہوئی کہ ٹماٹر کاٹنا ہی بھول گئی۔

"ایکچوئلی! تایا جان میرے بابا سے مجھے مانگنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔" اس نے اتنی بڑی بات اتنے آرام سے کہہ دی تھی۔ یہ بھی نہیں سوچا کہ اگر فجر کسی سے پوچھ لیتی؟ لیکن اسے یقین تھا فجر میں ایسے گٹس ہی نہیں ہیں۔ نہ اتنا اعتماد ہے اس سے کوئی سوال جواب کرسکتی۔

"واقعی؟" اب کہ اس کے ہونٹ بے آواز ہلے تھے۔

"تو کیا میں جھوٹ بول رہی ہوں۔" وہ برامان گئی تھی۔

"نہیں۔" فجر نے نفی میں سرہلایا تھا۔ لیکن اس کی حیرت کم نہیں ہو رہی تھی۔ وہ پوچھنا چاہتی تھی۔ کہ اسے اپنے کس بیٹے کے لیے مانگنا چاہ رہے تھے؟ لیکن ازلی جھجک کے باعث چپ رہی۔

"انی وے، اس سن ڈے کو فاتح آرہا ہے۔" اب وہ ایک مرتبہ پھر مسکرا کر فجر کے "حواس" اڑا رہی تھی۔ فجر کے ہاتھ سے ٹماٹر گر گیا۔ وہ اتنا حیران ہوئی کہ اس سے اپنی حیرانگی چھپائی نہیں گئی تھی۔

"آپ کو کیسے پتا چلا؟" بہت دیر بعد اس نے سوکھے ہونٹوں پہ زبان پھیر کر پوچھا تھا۔ تب مبین جیسے

مصروفیات اور شیڈول بتاتا ہے مجھے۔" مبین کے انداز میں واضح طور پر اسے جلانا مقصود تھا۔ فجر کو زور کا چکر آیا۔ یہ ممکن تھا؟ کیا یہ ممکن تھا؟ وہ اپنے آنے اور جانے کی خبریں۔ مبین کو دیتا؟ فجر کو کچھ نہ بتاتا۔ اور اتنے دنوں سے کوئی رابطہ بھی نہیں تھا۔ فجر کو لگا اس کا دل جلتی ریت پر پڑا لوٹنیاں لے رہا ہے۔ اس کے حواس گم ہو رہے تھے۔

"انی وے، چلتی ہوں۔ تائی جان کو بتانا' میں آئی تھی۔ اور یہ بھی بتانا' ڈنر وہ ہمارے ساتھ کریں گی۔" وہ ایک ادا سے اپنے اسٹائلش بالوں کو جھٹکتی باہر نکل گئی تھی جبکہ فجر کا رواں رواں سلگ رہا تھا۔ دل چاہ رہا تھا۔ ہر چیز کو تہس نہس کردے۔ یا اور کچھ نہیں تو گلا پھاڑ کر اونچی آواز میں رولے تاکہ دل کی ساری بھڑاس نکل جائے۔ اس کے اندر حبس بھر رہا تھا۔ گھٹن اس کی سانسوں کو دبا رہی تھی۔ آکسیجن ختم ہو رہی تھی۔ فجر جیسے مر رہی تھی۔ معا" کاکے کی اونچی پکار نے فجر کو چونکایا تھا۔

"فجر باجی! جلدی آئیں۔ کال آئی ہے۔ جان جہاں' راحت جان کی۔ کاموں سے صاحب پکارتے ہیں۔"

"جان فجر! ذرا رات کو پہلو سے نکل۔" کاکا سیم فاتح کے الفاظ دوہراتا لمبے لمبے دانت نکالے مسکرا رہا تھا۔ وہ بمشکل فون تک آئی تھی۔ تب کاکے نے ریسیور سے منہ لگا کر دوسری طرف اطلاع دی۔

"ماؤنٹ ایورسٹ کو سر کرکے آئی ہیں۔"

"پھر انہیں تمغے سے نوازیں۔" دوسری طرف سے انتہائی بشاشت بھرے لہجے میں پوچھا گیا تھا۔

"تمغہ خاص شادی خانہ آبادی۔" وہ بھی تو کاکا تھا۔ ان ہی کا شاگرد۔ نہلے پہ دہلا۔ سیر پہ سوا سیر۔ فاتح نے اس کی بات کو خوب انجوائے کیا۔

"آبادی یا بربادی؟"

"فجر باجی کے ساتھ ہوئی تو گارنٹی دوں گا آبادی کی۔ کسی اور کی ضمانت میں نہیں اٹھا سکتا۔" کاکے نے اپنی عمر سے بڑی بھڑک ماری تھی۔ فاتح خوب ہی ہنستا رہتا۔

سے پوچھ رہا تھا۔ "یہ تو آپ کو پتا ہو۔" اس نے صاف خود کو بچایا۔

"بڑی چیز ہے تو کاکے۔" فاتح نے مصنوعی خفگی سے کہا۔ "ذرا جان فجر کو بلا۔ تیری شکایتیں لگاتا ہوں۔"

"دیکھ لیں میں بھی آپ کے راز آؤٹ کردوں گا۔" کاکے نے بھی جواباً" دھمکی دی تھی۔

"میرے راز۔" اس نے غصے سے کہا۔

"بھول گئے کیا؟ وہی جو آپ مبین باجی سے مل کر فجر باجی کی سالگرہ کا پلان بنا رہے تھے۔" اب کے کاکے نے آواز دھیمی کرلی تھی۔ وہ نہ بھی آواز دھیمی کرتا تب بھی فجر کا کون سا ان کی طرف دھیان تھا۔ وہ تو ابھی تک ایک ہی سلگتے منظر میں کھوئی تھی۔ مبین کا انداز' لب و لہجہ اور فاتح کے ساتھ "رابطوں" کے انکشافات۔ فجر کا تن من سلگ رہا تھا۔

"خبردار! تو نے "ہوا" بھی نکالی۔ تیرا بھرکس نکال دوں گا کاکے۔" اس نے دھمکی دی تھی۔ کاکا اس کی دھمکی سے ڈر گیا اور ریسیور فجر کو تھما کر نو دو گیارہ ہوگیا تھا۔ اور ادھر فجر کتنی ہی دیر تک ریسیور کو ہاتھ میں پکڑے گم صم کھڑی رہی تھی۔ حتی کہ "ہیلو ہیلو" کی بے چین آوازوں نے اسے گہرا سانس کھینچنے پر مجبور کردیا تھا۔ وہ اس کے سانس لینے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ فون پہ موجود ہے۔

"فجر!۔" اس نے نرمی اور حلاوت کی حد کرتے ہوئے لہجے میں شیرنی گھول کر پکارا تھا۔ فجر کو اس کا انداز گولی کی طرح لگا۔ اس کے اندر سلگتی آگ کچھ اور بھڑک گئی تھی۔

"چپ کیوں ہو۔ بولتی کیوں نہیں۔" فاتح نے سابقہ نرمی بھرے لہجے کو برقرار رکھا تھا تب بڑی ہمت کرکے فجر کو اپنے "حواسوں" میں آنا پڑا۔

"کیا بولوں؟۔" اس کا انداز سلگتا ہوا پر اذیت تھا۔ وہ پھاڑ کھانے کو نہیں دوڑی تھی۔ اس کے لہجے میں واضح خفگی تھی۔

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com

کچھ متفکر ہو گیا تھا۔

"طبیعت تو تمہاری بگڑ رہی ہے۔ میں تو فٹ ہوں۔" فجر کو کہنا پڑا۔

"اور میں آل ریڈی فٹ ہوں۔" وہ اس کا "طنز" سمجھ نہیں سکا تھا۔

"پر مجھے نہیں لگتے۔"

"اوس گا تو فٹ کر دینا ٹھیک ہے۔" فاتح نے مسکرا کر ماحول کی کثافت کو کم کرنا چاہا۔ اسے لگ رہا تھا فجر کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے۔ یا وہ ابھی ابھی الجھی ہے۔

"کیوں؟ تمہارے "مسیحا" چھٹی پہ چلے گئے ہیں؟۔" اس نے گہرے کاٹ دار لہجے میں "وار" کیا تھا۔ فاتح لمحہ بھر کے لیے کسی سوچ میں ڈوب گیا۔ شاید وہ اس کے اکھڑے رویے کی وجہ جاننا چاہتا تھا۔

"میں سمجھا نہیں فجر! مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔ تمہیں ہو کیا رہا ہے۔" اس قدر روکھی کیوں ہو۔ مبین بھی تمہاری وجہ سے پریشان تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس نے میسج کیا تھا اور کال بھی۔ وہ تمہاری وجہ سے خاصی متفکر تھی۔ تمہیں کیا ہے فجر!" اس نے نرمی سے "تفصیلاً" جواب دیا اور استفسار کیا تھا۔ اب کہ فجر پوری کی پوری چونک گئی تھی۔

"مبین نے۔ اس نے کیا کہا؟ اور تم اسی سے رابطے رکھا کرو۔ ہمیں تو آنے کی اطلاع نہیں دیتے۔" وہ غصے سے پھٹ پڑی تھی۔

"ابھی اطلاع دینے کے لیے کال کی ہے۔" فاتح نے سابقہ حلاوت برقرار رکھی تھی۔

"مجھے "باسی" اطلاع نہیں چاہیے ۔" وہ بھڑک کر بولی تھی۔ اسے مبین کی بات بھی یاد آئی۔

"فاتح اس سنڈے کو آ رہا ہے۔" اس کا رواں رواں سلگ گیا تھا۔ اسے جی بھر کے رونا آیا۔

"تمہیں پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔ ہر وقت گلے پڑتی ہو۔ تم سے اچھی تو مبین ہے۔ اتنی اچھی گفتگو کرتی ہے۔ بندہ بور ہو تا بھی فریش ہو جائے۔" غیر ارادتاً اس کے منہ سے مبین کی تعریف میں الفاظ پھسل گئے تھے اور اتنا کہنا عذاب ہو گیا۔ فجر کو یوں لگا جیسے فاتح نے اسے چابک دے مارا ہو۔ کیا وہ مبین کو اس پہ فوقیت دے رہا تھا۔

"کیا مبین اچھی ہے مجھ سے؟ ہاں وہ بہت اچھی ہے۔ تمہیں وہی سوٹ کرتی ہے۔ اس کی تعریفیں کرو گے۔ میں تو اجڈ ہوں۔ عام ہوں۔ کسی کام کی نہیں ہوں۔ تمہیں میں کیوں اب اچھی لگوں گی۔" فجر کے منہ میں جو آیا وہ بولتی چلی گئی تھی یہاں تک کہ فاتح کا دماغ بھی کھول گیا۔

"تمہاری کھوپڑی کے اندر کھوتے کا بھیجہ فٹ ہے۔ اور کھوتے سے کسی "عقل مندی" کی توقع نہیں کی جاتی۔" فاتح نے غصے میں چلا کر کہا۔

"اور مبین بہت اعلا ارفع ذہین فطین اور قابل ہستی ہے۔" وہ رونے لگی تھی۔

"اس میں کوئی شک نہیں۔" فاتح نے جلتی پہ تیل ڈالا تھا۔

"مبین کا اکیڈمک ریکارڈ اتنا شاندار ہے کہ حد نہیں۔"

"اس کے میڈلز کو اپنے گلے میں ڈال لو۔" فجر نے زہر بجھے لفظ پھینکے۔

"کیوں نہیں۔ میرے لیے اعزاز ہو گا۔" اس نے مزید اسے جلایا تھا۔ فجر جیسے ہمیشہ کے لیے "بے دم" ہو گئی۔

"تم بدل گئے ہو فاتح۔" فجر کی آواز بے جان تھی۔ فاتح کو اب کہ کچھ احساس ہوا۔ وہ اس کی شکستگی کو سمجھ گیا تھا۔ اس کے دل کو کچھ ہوا۔

"پتا ہے فجر! تمہارے اوپر والے میٹر کی سوئی بہت گرم ہے۔ اسے بدلنا ہو گا۔ تمہاری کھوپڑی کا آپریشن کرنا ہو گا۔ میں آ کے کچھ کرتا ہوں۔" اس نے سلگ کر کھٹاک سے فون بند کر دیا تھا اور فجر وہیں فرش پہ دو زانو بیٹھ کر دہاڑیں مار مار کے رونے لگی۔

☼ ☼ ☼

لاؤنج میں نیم اندھیرا پھیلا تھا۔

باہر چمکتی دھوپ آنکھوں میں گھستی چبھتی تھی۔ اور باہر سے آنے والے فرد کو اندھیرے سے مانوس ہونے میں وقت لگتا تھا۔

اس کی آنکھوں کے سامنے بھی نیم تاریک چادر سی تنی تھی کافی دیر بعد اس کی روشنی بحال ہوئی تو وہ دھپ سے صوفے پر بیٹھ گیا۔ پورا گھر سنسان تھا۔ ابھی تک کوئی بھی گھر نہیں آیا تھا۔ ورنہ اس کے گھر میں خاموشی کا کوئی رواج نہیں تھا۔

اس کے آخری پراف کے ایگزام ختم ہوئے اور وہ تمام تعلیمی کارروائی سے فارغ ہو کر گھر بھاگا چلا آیا تھا۔ آنے سے پہلے اس نے اطلاع بھی نہیں دی تھی۔ ورنہ فرید اسے بس اسٹاپ سے لے آتا۔ اس وقت سفر کی تھکان ستا رہی تھی۔

وہ فجر کی تلاش میں اٹھنے کے لیے پر تول رہا تھا جب اسے کوریڈور سے ہلکی ہلکی سسکیوں کی آواز آئی تھی۔ وہ ایک دم اپنی جگہ سے اٹھا اور کوری ڈور کی طرف آیا۔ وہاں فون اسٹینڈ کے قریب فجر گھٹنوں میں منہ چھپائے بیٹھی تھی۔ اس کا جسم ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ جیسے وہ رو رہی تھی۔ فین بھی آف تھا۔ اور پسینے سے وہ شرابور تھی۔

فائق کا دل دھک سے رہ گیا۔

فجر کو روتا دیکھنا اس گھر کے ہر فرد کے لیے محال تھا۔ جتنی وہ فواد اور فائز کو عزیز تھی۔ اسی قدر فائق، فرید اور فراز کو پیاری تھی۔ فاتح "محبت" میں ان سے آگے تھا۔ کیونکہ اس کی محبت ان سے مختلف تھی۔

"فجر! رو رہی ہو؟ کیا ہوا؟ بتاؤ مجھے؟ تم ٹھیک تو ہو۔؟"

"فائق!۔" غیر متوقع اپنے قریب فائق کی آواز سن کر وہ لمحہ بھر کے لیے ڈر گئی تھی۔ فائق اتنا اچانک کہاں سے آ گیا تھا؟

"تم کب آئے۔؟" اس نے بھرائی آواز میں بمشکل سنبھل کر پوچھا تھا۔ "جب تمہارا پہلا آنسو گرا۔ تب ہی میں کہوں دل اتنا بے چین کیوں تھا؟۔" فائق تڑپ کر بولتا چلا گیا۔ پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور فجر کے لیے پانی کا گلاس لے آیا۔

"اب بتاؤ کیا ہوا؟" فجر دیوار سے ٹیک لگا کر گہرے گہرے سانس کھینچنے لگی تھی۔ فائق تفکر سے اسے دیکھتا رہا۔ جانے اسے کیا ہوا تھا؟ گھر میں تو کوئی اسے کچھ نہیں کہہ سکتا تھا؟

"تو پھر فاتح؟" اس کا ذہن جیسے ایک نکتے پہ ٹھہر گیا۔

"تمہیں فاتح نے کچھ کہا ہے؟۔" اس کا لہجہ پر یقین تھا۔ جس میں جھوٹ سننے کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔

"پتا نہیں فاتح کو کیا ہو گیا ہے؟ وہ مجھ سے بدل گیا ہے۔" فجر ایک مرتبہ پھر رونے لگی تھی۔ وہ اتنی مضبوط نہیں تھی۔ وہ اتنا بڑا بار نہیں اٹھا سکتی تھی۔ وہ فاتح کے بے وفائی کا صدمہ نہیں سہ سکتی تھی۔ یہ اس کی برداشت سے بہت اوپر کی بات تھی۔ اس کا دل قطرہ قطرہ پگھل رہا تھا۔ وہ متفکر سا سوچتا رہا۔ فی الحال اسے فجر کو تسلی دینا تھی۔

"ایسا نہیں ہے فجر! تمہیں وہم ہو گا۔ فاتح کیوں بدلے گا۔ وہ تم سے بہت پیار کرتا ہے۔" فائق نے اسے ڈھارس پہنچانی چاہی تھی۔

"تمہارا بھائی ہے تم اس کی سائیڈ لو گے۔" وہ فائق سے بھی بددل ہوئی تھی۔ اس لیے کہ وہ فجر کی بات پہ یقین کرنے کی بجائے مسلسل فاتح کو سپورٹ کر رہا تھا۔

"تم میری بہن ہو۔ تمہاری سائیڈ زیادہ لوں گا۔ اگر فاتح نے کوئی لغزش کی۔ یا وہ رستے سے بھٹک گیا تو عمر بھر یاد رکھے گا۔ ہم چھ کے چھ اس کا جینا حرام کر دیں گے۔ تم کیوں غم کھاتی ہو۔؟ چھ جوان بھائیوں کے ہوتے ہوئے۔" فائق نے اس کا شانہ تھپتھپا کر کہا تھا۔ فجر کے بہتے آنسو تھمنے لگے۔

"وہ راستے سے ہٹ گیا ہے۔" وہ اپنی بات پہ زور دے رہی تھی۔

"دیکھتے ہیں وہ کہاں تک گیا ہے؟ ہم اسے "کنٹرول" کر لیں گے۔ بس تم فکر نہ کرو۔" فائق نے اسے جی بھر کے تسلی اور دلاسا دیا تھا۔

"آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔ مگر فاتح کو زبردستی

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

میرے ساتھ پیار کرنے پہ مجبور نہیں کر سکتے۔" فجر نے غم کی عجیب کیفیت میں غیر ارادتاً" کہہ دیا۔ گوکہ اسے فائق کے سامنے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔ فائق نے بمشکل ہی اپنی ہنسی چھپائی تھی۔

"تم غم کیوں کھاتی ہو۔ ہم اسے "زبردستی" تم سے "پیار" کرنے پر مجبور کریں گے۔" اس نے ایک ایک بات پر زور دے کر کہا تھا۔ فجر سمجھی ہی نہیں۔ اس کی شرارت پہ غور نہیں کر سکی۔

"زبردستی کا پیار بھی کوئی پیار ہوتا ہے۔" اس کے لہجے میں عجیب سی یاسیت تھی۔

"وہ پہلے اور تھا اب اور ہے۔ چھٹی پہ گھر آتا تھا تو ہر وقت میرے ساتھ رہتا تھا۔ مجھ سے اپنی ہر بات شیئر کرتا تھا۔ لیکن اب ایسا نہیں۔ یوں لگتا ہے۔ اسے کوئی اور مل گیا ہے۔" وہ کھل کر مبین کا نام نہیں لے رہی تھی۔

"وہ "کوئی" ہمارے آس پاس ہے کیا؟" اب کہ فائق "انتہا" سنجیدہ ہو گیا تھا۔ فجر کا سر اثبات میں ہلتا چلا گیا۔

☼ ☼ ☼

فاتح کے گھر آتے ہی ہنگامے جاگ جاتے تھے۔ یوں لگتا تھا پورا گھر ہنس رہا ہے۔ اس کی شخصیت ہی ایسی تھی۔ نچلا بیٹھنا وہ جانتا نہیں تھا۔ زبان اس کی منہ کے اندر رکتی نہیں تھی۔ اس کے آتے ہی جیسے حبس زدہ موسموں نے بھی رنگ بدل لیے تھے۔ بڑی خوشگوار ہوا چلتی تھی۔ بادل بھی سایہ کیے رکھتے۔ وہ آتا تو پودوں پہ خود بخود بہار آجاتی تھی۔ آج صبح سے وہ کچن میں کاکے اور فجر کے سر پر سوار تھا۔

دراصل کل جب وہ آیا تھا پورا ٹائم مبین کے ساتھ گزر گیا۔ رات بارہ بجے وہ اپنے پورشن میں گئی تو تب تک فجر سو چکی تھی۔ فاتح کو فجر سے بات کرنے کا ٹائم نہیں ملا تھا۔ کچھ فجر بھی کھنچی کھنچی رہی تھی۔ اس نے ان کی محفل میں شرکت بھی نہیں کی تھی۔ ورنہ رات کو کس قدر رونق لگی تھی۔ فرید، فراز اور فائق کی فاتح درگت بنا رہا تھا۔ فرید نے نیا ہیر کٹ کروایا تھا۔ کانوں کے پاس سے ٹنڈ اور بیچ سر کے تھوڑے سے گول دائرے میں بال تھے۔ اپنے تئیں وہ ہیرو لگ رہا تھا۔ فاتح نے دیکھا تھا کھل اٹھا۔

"یہ کیا ہندو پنڈت بن آئے ہو۔ یہ بیچ میں جو گیند رکھا ہے گول مول اس کو بھی اڑا آتے۔"

"تمہیں فیشن کا پتا ہے؟ میرے اتنے پیارے ہیر کٹ کی "بے عزتی" کر دی ہے۔" فرید جل بھن اٹھا تھا۔

"اچھا... اس میں "پیارا" کیا ہے؟ ساری ٹنڈ کروا دینی تھی ناکہ ہیر کٹ کا کوئی نام تو ہوتا۔ ٹنڈ اسٹائل۔" وہ طنزیہ بولا۔

"ھونہہ... تم بندروں کو کیا پتا ادرک کا سواد۔" فرید سے اتنی بے عزتی برداشت نہیں ہو سکی تھی۔

"واقعی فرید! یہ ہیر کٹ تم پہ ذرا بھی سوٹ نہیں کر رہا..." مبین نے فاتح سے ہر بات ایگری کرنے کی قسم کھا رکھی تھی۔ وہ فاتح کی ہر بات کی تائید کرتی تھی۔ اس سپورٹ پہ فاتح بڑا خوش ہوتا تھا۔ اس وقت ان سب کے لیے چائے لاتی فجر نے مداخلت کی تھی۔

"فرید پہ ہر ہیر کٹ سوٹ کرتا ہے۔ یہ بھی بہت کر رہا ہے۔ فاتح کو تو دوسروں میں کیڑے نکالنے کی عادت ہے۔ تم دل چھوٹا نہ کرو فرید!" فجر کی تعریف پہ فرید کورنش بجا لایا تھا جبکہ فاتح نے اس کی بات کے اگلے حصے پہ زور سے "پہلو" بدلا تھا۔

"ایسی ہوتی ہیں بہنیں..." وہ فجر پہ واری صدقے گیا۔

"اور میں کیا ہوں؟" مبین کو تب بہت برا لگا تھا۔

"تم "رقیب" ہو۔" فرید نے ہنس کر کہا۔

"تم مجھے رقیب کہہ رہے ہو۔" مبین کی خفگی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔

"ہم تو بس مذاق کر رہے ہیں۔" فائق نے بات کو رفع دفع کر دیا تھا، لیکن تب فجر نے جاتے جاتے اتنا ضرور جتلایا۔

"فرید کبھی کبھار بہت اچھا "سچ" بولتا ہے۔" اس کی آواز فاتح تک محدود رہی تھی۔ اس بات پہ اس کی بھنویں کھنچ گئی تھیں اور ماتھے پہ بل آ گئے تھے۔ یعنی فجر کی بات کا مفہوم تھا۔ فرید نے ٹھیک ہی کہا ہے مبین کو رقیب؟ حد تھی بکواس کی؟ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ ابھی کے ابھی اٹھ کر فجر کی کلاس لے لیتا؟ وہ کیوں عجیب باتیں کرتی تھی جس کا نہ کوئی سر تھا نہ کوئی پیر...

پھر اس رات اسے نیند نہیں آئی تھی۔ وہ جاگتا رہا اور سوچتا رہا۔ ساری رات جاگنے اور سوچنے کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا وہ فجر کے بدلتے رویے کا سراغ نہیں جان پایا۔ اسی لیے صبح ہی صبح اس نے کچن میں فجر کو "دھر" لیا تھا، لیکن اس سے پہلے فاتح کے متھے کاکا لگ گیا۔

"بائی جان! کیا لینے آئے ہیں صبح ہی صبح...؟"

"تمہارا آشیرواد۔" فاتح جل بھن گیا تھا۔ کاکے کا متھے لگنا کوئی نیک شگون نہیں تھا۔ ابتدا اتنی بری تھی انتہا کیا ہوتی؟

"میں واری جاؤں۔" کاکا قربان ہو گیا۔ "صبح ہی صبح سرکار کا آنا مجھے کھٹک رہا ہے۔ آپ فجر باجی کی تلاش میں تو نہیں ہیں؟" وہ بھی تو کاکا تھا۔ کیسے نہ بات کی تہہ میں اترتا۔

"کبھی کبھی تم دماغ چاٹنے کی بجائے عقل کی بات کر لیتے ہو۔" فریج سے جوس کا ٹین نکال کر اس نے کاکے کو گھور کر کہا۔

"میں تو آل ریڈی بڑا "سیانا" ہوں۔"

"آپ کے اور فجر باجی کے درمیان ناراضی چل رہی ہے نا...؟" اس کا انداز بڑا پُریقین تھا۔ فاتح مکرتے مکرتے رہ گیا۔ پھر اس نے سر کے اشارے سے کہا تھا۔

"ہاں۔"

"فر من گے ہو مجھے گرو۔ دیکھا کیسا لگایا نا اندازہ۔" کاکا لہجوں میں پھیل گیا۔ تب فاتح نے اسے ناگواری سے گھورا تھا۔

"یہ تو اندھوں کو بھی نظر آ رہا ہے۔ فجر کے تیور میرے ساتھ بگڑ رہے ہیں، میں خود اسی وجہ کی تلاش میں ہوں۔" فاتح سخت الجھن کا شکار زیر لب بڑبڑایا تھا۔

"تو آپ فائق بائی جان سے پوچھ لیں نا..." کاکے نے سادگی میں فاتح کو بری طرح سے "چونکا" دیا تھا۔

فائق سے پوچھنا؟ کیا فائق فجر کی فاتح سے ناراضی کی وجہ جانتا ہے؟ اور فاتح ہی لاعلم تھا؟ کیا فجر اور اس کے درمیان اتنے فاصلے آ چکے تھے کہ اس کے بھائی تک ان کی چپقلش کی وجہ جانتے تھے اور فاتح ہی بے خبر تھا۔ پہلی مرتبہ اسے ایک عجیب سا احساس ہوا تھا۔ وہ اس احساس کو کوئی نام نہیں دے سکا تھا۔ پھر بھی اس نے بمشکل اس فضول احساس سے سر چھڑوا کر باہر کی طرف قدم بڑھائے۔ اس کی دل پہ ایک عجیب سا بوجھ لد گیا تھا۔

"فجر باجی باغیچے میں ہیں۔" کاکے نے اسے پیچھے سے اطلاع دی تھی۔ وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا تھا۔ فجر پہلے کچن میں تھی۔ فاتح کو آتا دیکھ کر دوسرے دروازے سے باہر نکل گئی تھی۔ یہ اس کی صاف ناراضی کی طرف اشارہ تھا۔ اس کا دل کھٹا ہو رہا تھا۔

وہ بیلے کے پودے کو پانی دے کر زمین پہ بکھری بیلے کی کلیاں چنتی بڑی اداس تھی۔ چند ماہ پہلے اس کی زندگی میں کتنا سکون تھا۔ اور اب ایسی بے چینی اور اضطراب نے گھیرا ڈال رکھا تھا کہ سانس بھی لینا محال ہو جاتا۔

وہ گھٹنوں میں سر دیے بہت دل برداشتہ تھی۔ فاتح کا رویہ پہلے سے بھی زیادہ سرد تھا۔ کل سے وہ گھر آیا تھا اور ابھی تک اس نے فجر سے کلام تک نہیں کیا تھا۔ احوال تک نہیں پوچھا تھا۔ وہ ایسی سوچوں میں گم تھی جب جاگنگ کر کے واپس آتا فائق اسے باغیچے پہ بیٹھا دیکھ کر چونک گیا۔ اندر جانے کی بجائے وہ فجر کی طرف آ گیا تھا۔ آہٹ پا کر فجر بھی چونک گئی تھی۔ اس نے سرخ گیلی نگاہوں سے فائق کو دیکھا تو وہ بری طرح سے ٹھٹک گیا۔

"پھر اسی گدھے کی وجہ سے رو رہی ہو۔ کیا کہا ہے اس نے؟ مجھے بتاؤ... میں اسے وارننگ دے کر آتا ہوں۔ اگر وہ ایک ہفتے تک اپنے تیور نہیں ٹھیک کرتا تو میں امی اور ابا سے اس کی شکایت کر دوں گا۔ پھر دیکھنا،

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

کیسے سیدھا ہوتا ہے۔" فائق غصے میں بول رہا تھا جب فجر نے بے ساختہ کہا۔

"نہیں، تم کسی کو نہیں بتاؤ گے۔ پھر سب کچھ بگڑ جائے گا۔ فاتح کا تمہیں پتا ہے نا۔ وہ اسی بات کو ایشو بنا لے گا۔" فجر بری طرح گھبرا گئی تھی۔

"اس کی عقل بھی تو ٹھکانے پہ لانی ہے۔ جو گھاس چرنے جا چکی ہے۔" وہ تلخی سے بولا تھا۔ یعنی مبین اور فاتح کے بڑھتے التفات فائق کی نگاہ سے بھی اوجھل نہیں تھے۔ فجر ہونٹ کاٹتی رونے لگی۔ تب فائق اس کے برابر بیٹھ کر اسے تسلی دینے لگا تھا۔ پھر اس نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"میرا وعدہ ہے۔ میں تمہیں کبھی رونے نہیں دوں گا۔" فائق کے لہجے میں ملائمت تھی اس لمحے برآمدے کا دروازہ کھول کر فاتح بھی باہر نکلنے لگا تھا۔ مگر ان دونوں کو دیکھ کر لمحہ بھر کے لیے ٹھٹک گیا۔ ایک دم اس منظر میں اسے عجیب سا بدلاؤ نظر آیا تھا۔ یہ تبدیلی کا عمل کیوں ہوا؟ اسے ہر چیز الٹ پلٹ دکھائی کیوں دے رہی تھی؟ اس کا دماغ چکرا کیوں رہا تھا؟ اسے سب کچھ بدلتا کیوں نظر آ رہا تھا؟ وہ لمحہ بھر کے لیے بھونچکا ہو گیا۔

"فائق اور فجر؟ فجر کے رویوں میں تبدیلی؟ فاتح سے اس کا اکھڑنا؟ اس کے سرد انداز؟ بات بہ بات غصہ اور بے زاری؟ پھر فائق کے الفاظ "میرا وعدہ ہے، میں تمہیں کبھی رونے نہیں دوں گا۔" فاتح کو لگا۔ اس کے دماغ میں گرم سیال بھر گیا ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے دھند چڑھ گئی تھی۔ اس نے ہونٹ بھینچ کر نفی میں سر ہلایا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا؟ بھلا فائق اور فجر..." وہ خود کو یقین دلا رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

برسات کے یہ دو مہینے جولائی اور اگست رینگ رینگ کر گزر رہے تھے۔ ان دونوں راتوں کو انرجی سیور اور گلوبوں کے گرد پروانے اور مکوڑے جھنڈ کے جھنڈ اکٹھے ہو جاتے تھے۔ ساون کی بارشوں کا بھی بھروسہ نہیں تھا۔ ابھی آتیں، ابھی برستیں، ابھی دھوپ چمک کر پھر سے حبس اور پھر اس اکٹھی کر لیتی۔ بارش کے بعد والی گرمی برداشت کرنا محال ہوتا تھا، لیکن آج صبح سے جھڑی لگی تھی۔ بادل بھی اُمڈ اُمڈ کر آتے تھے۔ پورا دن دھوپ نے شکل نہیں دکھائی تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا بھی چل رہی تھی۔ یعنی موسم آج خوش گوار تھا اور دل کے موسموں کی کیا ہی بات تھی۔ باہر خوش گواریت تھی تو اندر حد سے بڑھ کے خوش گواریت تھی۔

کبھی کبھی من چاہی خواہش کی تکمیل کا ہونا ایک احساس منفرد کو جاگزیں کر دیتا ہے۔ ایک ایسی خواہش کا مکمل ہو جانا جس کی امید بھی باقی نہ ہو۔

کبھی اس نے یہ سوچا ہی نہیں تھا۔ جس کام کا ارادہ کرتی ہے۔ کبھی وہ ناکامی سے بھی دوچار ہو گی۔ اس نے ہمیشہ کامیابی کو مکمل طور پر اپنی دسترس میں کرنے کے بعد ہی "کام" کا ارادہ کیا تھا، لیکن اسے یہ خبر نہیں تھی۔ کسی ایک مقصد کے حصول کا نام "کامیابی" نہیں تھی۔ بڑے غیر محسوس انداز میں دبے قدموں کسی کی بھی زندگی میں گھس کر اس کا عمر بھر کا "چین" چھین لینا کیا کامیابی کے زمرے میں آتا ہے؟

اس وقت اپنے گھر کے برآمدے میں کھڑی وہ ان کے گھر کی "اونچائیوں" کو دیکھ رہی تھی۔ اس گھر کی راہداریوں میں پورے استحقاق سے فاتح کے ہم قدم چلنا اس کا اولین خواب تھا۔

ماما کچن میں برسات کی مناسبت سے اسنیکس تل رہی تھیں... یقیناً "برابر والے گھر میں پکوان بن رہے تھے خوشبو میں یہاں جالیوں کے اندر تک گھس رہی تھیں۔

ماما جب چائے اور اسنیکس لے کر آئیں تب تک وہ اپنا اگلا لائحہ عمل سوچ چکی تھی۔ ماما اسے چپکے چپکے مسکراتا دیکھ کر چونک گئیں۔

"کیا بات ہے مبین! تم بہت خوش دکھائی دے رہی ہو۔" ماما کے لہجے میں محسوس کی جانے والی خوشی تھی۔

وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو ہر دم مسکراتا دیکھنا چاہتی تھیں۔

"تو کیا ناخوش دکھائی دوں؟" اس نے چمکتی آنکھوں سے پوچھا۔

"تم ہمیشہ مجھے مسکراتی نظر آؤ میری جان!" وہ ممتا بھری نگاہوں سے اسے دیکھ کر دعائیہ بولی تھیں۔

"تو پھر فاتح کے لیے دعا کیا کریں۔ وہ مجھے مل جائے۔" اس کا لہجہ خواب آگیں سا ہو گیا تھا۔ ماما سے بہت بے تکلفی تھی۔ وہ ہر بات ان سے کھل کر کر لیتی تھی۔

"وہ تمہیں کیوں نہیں ملے گا؟ میری بیٹی میں کمی کیا ہے؟" ان کے انداز میں واضح غرور در آیا تھا۔

"بیچ میں فجر کھڑی ہے ماما!" وہ پہلی مرتبہ کچھ بے چین نظر آئی تھی۔

"تم نے خوامخواہ فجر کو سر پہ سوار کر رکھا ہے۔ وہ معمولی سی لڑکی ہے۔ تمہارا اس سے کیا مقابلہ۔" ماما نے نخوت سے کہا تھا۔

"اس معمولی لڑکی سے فاتح کی اٹیچ منٹ ہے ماما!" مبین کو بتانا پڑا تھا۔ اب کی دفعہ سجیلہ چونک گئیں۔

"تو پھر؟" ان کی پیشانی پہ سلوٹیں تھیں۔

"آپ دیکھتی رہیے گا۔ فاتح، فجر کے ہاتھوں چوٹ کھا کر جلدی میری طرف پلٹ آئے گا۔ مجھے اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ وہ فجر سے محبت کرتا تھا یا نہیں... میرے لیے اہم یہ ہے کہ میں اسے چاہتی ہوں۔" وہ اسنیکس کھاتی بڑے گہرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ سجیلہ سمجھ گئی تھیں کہ مبین اب پیچھے ہٹنے والی نہیں۔ وہ فاتحہ کے معاملے میں بہت آگے نکل گئی تھی۔ جہاں سے واپسی ناممکن تھی۔ اب کسی ایک کو تو "کھونا" ہی تھا یا فجر فاتح کو کھو دیتی؟ یا مبین فاتح کو کھو دے؟

بچپن سے لے کر اب تک اس نے جو چاہا تھا پا لیا تھا۔ جب اسے کوئی چیز پسند آ جاتی تھی تب دنیا کی کوئی طاقت اسے اس چیز کے حصول سے روک نہیں سکتی تھی۔ چاہے وہ کوئی معمولی سا شو پیس ہی کیوں نہ ہوتا۔ پھر یہاں تو ایک جیتے جاگتے انسان کا معاملہ تھا۔ ایک ایسا انسان جو اس کی تکمیل کا پہلا اور آخری عنصر تھا۔ وہ اس کی زندگی میں آنے والا پہلا مرد تھا۔ وہ کیسے فجر کے لیے اپنی محبت سے دستبردار ہو جاتی؟ اور فجر کے لیے ایثار کرنے کے چکر میں اپنے اولین خوابوں کا خون کر لیتی؟ اس گھر کے ہر فرد تک رسائی کچھ ناممکن نہیں تھا، لیکن پہلے اسے فجر اور فاتح کے درمیان فاصلے بڑھانا تھے کیوں کہ اس گھر میں آنے کے پہلے روز ہی مبین جان گئی تھی کہ فجر اور فاتح ایک دوسرے سے منسوب ہیں۔ نور اسے نہ بھی بتاتی وہ تب بھی ان دونوں کی ایک دوسرے سے محبت اور چاہت سے واقف ہو گئی تھی۔ ایسی باتیں چھپی نہیں رہتیں۔ پھر اسے فائق نے بھی بتا دیا تھا۔

"فجر اور فاتحہ کی عنقریب شادی ہو گی۔" تب مبین کو پہلا دھچکا لگا تھا۔

لیکن وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھی۔ جو بغیر کوشش کے ہتھیار پھینک دیتے ہیں۔ وہ میدان عمل میں کود آئی تھی، کیوں کہ فاتح تک پہنچنا مشکل ہی نہیں تھا۔ اس کی عادتیں بہت اچھی تھیں، طبیعت بہت چونچال تھی۔ ایسے لوگ لاپرواہی میں بہت کچھ کر سکتے تھے۔ اپنا نقصان بھی... اس کی بے نیازی اور لاپروا طبیعت سے مبین نے بہت سے فائدے اٹھائے تھے۔ حتیٰ کہ اسے خبر بھی نہیں ہو سکی تھی۔ فجر کو فاتح سے بدگمان کرنے کے لیے وہ غیر محسوس انداز میں فاتح کے قریب آ گئی تھی اور وہ اتنا "لاپروا" تھا کہ مبین کی چال کو سمجھ ہی نہیں سکا۔

اس نے بہت طریقوں سے فجر کو فاتح سے بدظن کیا تھا۔ مبین کو یاد تھا اپنے قیام کے دنوں میں وہ کس کس طرح فجر کو ٹارچر کرتی تھی۔ اکثر فاتح کو شاپنگ پہ لے جانے کے لیے مجبور کرتی۔ کیوں کہ وہ چھٹی پہ آیا ہوا تھا۔ اور باقی لوگ فارغ نہیں تھے۔ اس لیے خواتین کو بازاروں میں لے جانے کی ساری ذمہ داری اس کے سر تھی۔ وہ بطور ڈرائیور استعمال ہو رہا تھا، لیکن مبین اس کا استعمال کسی اور نیت سے کر رہی تھی۔ مبین کو اکثر فجر کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا پسند نہیں آتا تھا۔

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

"بہت اسپائس ہے، میں نہیں کھا سکتی۔" وہ کھانے کی ٹیبل سے سوں سوں کرتی اٹھ جاتی تھی۔ اس کا چہرہ سرخ ہوتا تھا اور آنکھوں سے پانی بہنے لگتا۔ تب تایا اور تائی انتہائی متفکر ہو جاتے۔

"فاتح! جاؤ کسی چائنیز ریسٹورنٹ سے مبین کے لیے کھانا لے آؤ۔ کیا یہ بھوکی رہے گی۔" تایا بہت فکر مند نظر آتے تھے۔ فاتح بھی تابعداری سے اٹھ جاتا تھا۔ مبین اسے اٹھتا دیکھ کر معصومیت سے کہتی۔

"اٹس او کے تایا جان!" اس کا لہجہ بلا کا ملائم ہو جاتا تھا۔

"فاتح جائے گا۔ پھر کھانا لے کر آئے گا۔ یوں تو بہت دیر ہو جائے گی۔ مجھے بھوک لگی ہے۔ میں فاتح کے ساتھ چلی جاتی ہوں۔" وہ اتنے بھولپن سے کہتی اور بھوک سے نڈھال نظر آتی کہ تایا تائی دونوں کا دل پسیج جاتا۔

"ہاں، جاؤ تم... اب بھوکا تو نہیں رہنا۔" تائی کا انداز بہت سادہ تھا۔

"تمہاری ماں کہے گی میری بیٹی کو "فاقے" کروا کر کروا کر سو کھا دیا ہے اور فجر بیٹا! جب تک مبین ادھر ہے مسالے تھوڑے ہلکے ڈالا کرو۔" وہ مبین سے بات کرتی گم صم کھڑی فجر کو بھی ہدایات دیتی تھیں۔ تب مبین ایک کمینی سی خوشی کے ساتھ فاتحانہ انداز میں فاتح کے ہمراہ چلی جاتی تھی۔

اسی طرح جب اسے اندازہ ہوتا تھا یا پھر وہ فجر کو لمبے چوڑے کاموں میں الجھا دیکھتی تب اسے اچانک آؤٹنگ خیال آجاتا اور اس کے سر پہ بوریت کا بھوت چڑھ جاتا تھا۔ خاص طور پر جب فجر کھانا پکا رہی ہوتی یا کپڑے دھونے کے لیے مشین لگاتی تب مبین اونچی آواز میں تائی کو سنانے کی غرض سے کہتی تھی۔

"تائی امی! بہت بور ہو رہی ہوں۔ اس وقت میں جم جایا کرتی تھی۔ یہاں تو کوئی ایکٹوٹی نہیں۔" مبین کا اترا منہ دیکھ کر تائی کو ہول پڑ جاتے تھے۔

"بچی کو گھما لاؤ۔ بور ہو رہی ہے۔ گھر میں اس کے کرنے کا کام دھندا جو نہیں..." ماں کے حکم پر فاتح فوراً" تیار ہو جاتا تھا اور اس کی نگاہیں فجر کو ڈھونڈنے لگتی تھیں اور مبین سے یہ منظر برداشت نہیں ہوتا تھا۔

"فجر کو بھی لے جاتے ہیں۔" وہ دل پر پتھر رکھ کے فجر کو آواز دیتی تھی۔ تب فجر کپڑے الگنی پہ ڈالتی چبا چبا کر جواب دیتی۔

"میں فارغ نہیں ہوں۔ آپ جائیں۔" فجر کی آنکھیں سلگ جاتی تھیں اور وہ فاتح کی طرف دیکھے بغیر تڑختی۔

"دیکھا تم نے... ایسے کرتی ہے یہ میرے ساتھ۔ شکر ہے تم نے پوچھا۔ مجھے تو ساتھ پتھر مارتی تب جواب دیتی۔" فاتح جل بھن کر کہہ رہا تھا۔ اور اس کی آنکھوں میں فجر کو ساتھ لے جانے کے لیے جلتی جوت بجھ جاتی تھی۔

"اس کے پاس میرے لیے فرصت ہی نہیں۔" فاتح کو بھی جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے کے لیے عرصے بعد ایک سامع ملا تھا۔

"واقعی۔" مبین جان بوجھ کر تائید کرتی اور پھر چیدہ چیدہ فجر کے خلاف باتیں یاد کر کے دوہرانے لگتی تھی۔

ایک دن فاتح کے سر میں شدید درد تھا۔ فجر تھکی ہاری کپڑے استری کر کے سب کی الماریوں میں رکھ رہی تھی وہ سیڑھیاں اترتا "فجر فجر" پکار رہا تھا۔ فجر نے کمرے کی کھڑکی سے سر نکال کر پوچھا۔

"کیا ہے؟"

"سر میں درد ہے۔ چائے بنا دو۔ کوئی ٹیبلٹ دو۔" وہ کنپٹیاں دباتا درد سے بے حال تھا۔ صوفے پہ بیٹھی مبین نے گردن اچک کر ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"کاکے سے کہو، وہ چائے بنا دیتا ہے... میں تمہارے کپڑے پریس کر رہی ہوں۔ کامرہ سے ڈھیر اٹھا کر لے آتے ہو۔ لائٹ چلی گئی تو پھر رات کو آئے گی۔ مجھے کھانا بھی بنانا ہے۔" اس نے نرمی سے جواب دیا تھا، لیکن فاتح کو تپ چڑھ گئی تھی۔

"تم کس مرض کی دوا ہو۔ مجھے چائے تم بنا کر دو۔ میں نے کاکے سے نہیں بنوانی۔" وہ ضدی انداز میں گویا ہوا تھا۔ کچھ سوچ کر فجر نے استری کا پلگ نکال دیا۔ پھر کچن کی طرف جاتے ہوئے بولی تھی۔

"میں تمہاری نوکرانی نہیں ہوں۔" اس کا انداز دھیما اور سلگتا ہوا تھا۔ "اپنی مہارانی سے کوئی کام نہیں کہتا۔ وہ تو سر کا تاج ہے۔ پھولن دیوی ہے۔ کچن میں جائے گی تو پگھل جائے گی ہونہہ..." اس کا رواں رواں تپ رہا تھا۔ فاتح کچن کے ڈور فریم میں آ کھڑا ہوا۔ اس کے سر میں شدید درد تھا۔ کنپٹیاں پھڑک رہی تھیں۔ وہ لڑائی اور بحث کے موڈ میں نہیں تھا۔

"تمہیں "نوکرانی" سمجھ کر کام کے لیے نہیں کہتا۔ ورنہ کاکا اور سلمٰی بھی موجود ہیں۔ تمہاری تو عقل عمر بھر کے لیے ہجرت کر گئی ہے۔ کچھ بھی کھوپڑی میں سماتا نہیں..." وہ خاصا بے دلی سے کہہ رہا تھا۔ فجر کا دل بھر آیا۔ جانے کس قدر تکلیف ہے اسے۔ وہ کنپٹیاں دبا رہا تھا۔ آنکھیں بھی سرخ تھیں۔ فاتح کو ایسے ہی شدید درد ہوتا تھا اس نے چائے بنائی اور ٹیبلٹ بھی نکال لی۔

جب وہ لاؤنج کی طرف آ رہی تھی۔ تب مبین نجانے کہاں سے تیل کی شیشی اٹھا لائی۔ اب وہ اصرار کر رہی تھی کہ فاتح کے سر پہ مالش کر دیتی ہے جبکہ وہ مسلسل جھجک کی وجہ سے انکار کر رہا تھا۔ اگر فجر ہوتی تو وہ کبھی انکار نہ کرتا، مگر مبین سے؟ کبھی نہیں لیکن وہ مبین تھی کبھی ہار نہ ماننے والی۔ اس نے فجر کو دیکھ لیا تھا۔ اس لیے جان بوجھ کر ہتھیلیوں میں تیل الٹ لیا جب ہی لمبی دھاریں فرش پہ بہنے لگیں تب مجبوراً "اوئے اوئے" کرتے فاتح کو سر میں تیل ڈلوانا پڑا تھا۔ کپ میں بھری چائے سنک میں الٹ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی جبکہ مبین کچن کا سین گردن اچکا کر دیکھتی فاتح سے مخاطب ہوئی۔ اس کے انداز میں واضح طنز کی کاٹ تھی۔

"تمہاری فجر تو عشاء کے بعد چائے بنا کر لائے گی اور عشاء ہونے میں سترہ گھنٹے باقی ہیں۔" اس کا انداز بڑا پُراثر گہرا کاٹ دار تھا۔ فاتح کو دل میں پھانس چبھتی محسوس ہوئی تھی۔

"تمہاری فجر تو تم سے بےزار لگتی ہے۔" اس نے جلتی پہ تیل ڈالنے سے گریز نہیں کیا تھا۔ اس طرح کے بہت سے واقعات تھے جو فجر کو فاتح سے بدظن کرتے تھے۔ کچھ وہ اس کو جتا جتا کر پاس سے فرمودات جوڑ کر بتاتی تھی۔

"فاتح نے مجھے آج بھی کہا... میں ہمیشہ ترو تازہ لگتی ہوں۔ وہ میری ڈریسنگ اور چوائس کا فین ہے۔" وہ ہر نیا جوڑا پہن کر خوشبو میں نہاتی اور فجر کے حواسوں پہ بم گراتی تھی یا تو اسے خود پہ مان بہت تھا یا پھر واقعی ہی فاتح اس کے دام میں آ چکا تھا۔ فجر دکھی دل کے ساتھ سوچتی تھی۔ ان دنوں اس کا چین سکون غارت ہو گیا تھا اور اگر فائق کی تسلیاں نہ ہوتیں تب تو فجر شاید خودکشی کر لیتی۔ خود کو مار لیتی۔ یہ گھر چھوڑ کر چلی جاتی۔ خود کو ختم کر لیتی اس سے فاتح کی "بے وفائی" کا بوجھ اٹھانا محال تھا۔ کبھی مبین اس کے چھکے چھڑوانے کو ایک نیا بیان جاری کرتی تھی۔

"فاتح نے کہا ہے۔ اسے مجھ جیسی اپ ٹو ڈیٹ، کانفیڈنٹ، ایجوکیٹڈ لڑکیاں پسند ہیں..." مبین کا غرور اس وقت سر چڑھ کر بولتا تھا اور فجر کو بلندی پہ کھڑی نظر آتی تھی۔ اس کے سامنے فجر کو اپنا آپ اور بھی حقیر لگتا تھا۔ وہ اتنی غم زدہ اور زرد رنج رہتی تھی کہ فواد بھائی کی شادی کا ایک بھی فنکشن انجوائے نہ کر سکی۔

پھر ایک دن خود بخود مبین نے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دیا تھا۔ اس دن کے بعد مبین نے فجر کو بولتے نہیں دیکھا وہ اندر ہی اندر کٹ کٹ کر مرنے لگی تھی، لیکن اس کی زبان پہ قفل لگ گیا تھا۔

"فاتح نے مجھے پرپوز کیا ہے۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے فجر...!" اس کا انداز خاصا دھیما تھا۔ اسے خوف بھی تھا کہ فجر ڈائریکٹ فاتح سے بازپرس نہ کر لیتی، لیکن اس کے خدشے بے بنیاد رہتے تھے۔ فجر اس کی سوچوں سے بڑھ کر بے ضرر ثابت ہوئی تھی۔ وہ انتہائی بدھو لڑکی تھی۔ اس نے مبین کی بات پہ یقین کر لیا تھا اس نے بڑے آرام سے ہتھیار پھینک دیے تھے۔ اور بڑے صبر ضبط اور حوصلے سے کہا تھا حالانکہ مبین کو خوف

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

تھا۔ وہ ایک ہنگامہ کھڑا کر دے گی، لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔ وہ اس کی سوچوں سے برعکس کمال ضبط سے بولی تھی۔

"اگر فاتح کی "خوشی" آپ سے وابستہ ہے تو آپ کو مبارک ہو فاتح۔" اس کا لہجہ بڑا رواں تھا۔ بڑا مستحکم تھا۔ اس نے ایک مرتبہ پھر دوہرایا تھا۔

"آپ کو مبارک ہو فتح بھی اور فاتح بھی۔۔۔"

☼ ☼

جالی کے پار اب بھی برسات کی جھڑی لگی تھی۔ رم جھم بارش برس رہی تھی۔۔۔ ایک تواتر سے گرتی بوندیں فرش پہ بکھر رہی تھیں۔ چائے کا کپ خالی ہو چکا تھا۔ اسنیکس جوں کے توں پڑے تھے۔ ماما کوئی ضروری فون سننے جا چکی تھیں۔ اس وقت مبین اکیلی تھی اور تایا کے مکان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ برابر سے آتی خوشبوئیں اب معدوم ہو چکی تھیں۔ معاً کسی کے قدموں کی آہٹ نے اسے چونکا دیا تھا۔ شاید یہ اس کا وہم تھا۔ وہ سر جھٹک کر سوچتی رہی۔ فجر کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ رستہ اب بالکل صاف تھا، لیکن فاتح کو فجر سے بدظن تو کرنا تھا۔ اسے کوئی ٹھوس ثبوت دینا تھا؟ فجر کے رویے کا بدلاؤ، اس کا اکھڑپن، غصہ، بے زاری اس کی "وجہ" تک فاتح کو کھینچ کر لاتا تھا۔ پھر وہ فجر سے بددل ہو جاتا۔ بدظن ہو جاتا۔ اس کا دل ٹوٹ جاتا اس لیے کہ اس کا لگاؤ فجر سے آج کا نہیں تھا بہت پرانا اور اٹوٹ تھا۔ اتنی آسانی سے فاتح فجر کو بھلا نہ پاتا؟ لیکن اس دنیا میں بھلا کیا ناممکن ہے؟

اور ابھی وہ اپنا اگلا لائحہ عمل ترتیب دے رہی تھی۔ جب اس کے پیچھے کوئی چپکے سے آ کھڑا ہوا تھا۔ اس کی خوشبو اتنی حاوی ہو جانے والی تھی کہ مبین کو جھٹکا لگا۔ بنا دیکھے بھی اس کے منہ سے بلند آواز میں نکلا تھا۔

"فاتح۔" اب وہ مڑ کر اپنے قریب کھڑے فاتح کو دیکھ رہی تھی۔ وہ پندرہ دن بعد آیا تھا۔ اس دوران ان کا فون پہ رابطہ تھا بلکہ مبین ہی زیادہ رابطہ بحال رکھتی تھی۔ وہ تو صرف اس کے میسج کا ریپلائی کرتا تھا خود سے اس نے کبھی بھی فون کرنے یا میسج لکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

"تم کب آئے؟" مبین نے سنبھل کر بڑی مشکل سے پوچھا تھا۔ فاتح کو دیکھ کر اسے ایک خوشی محسوس ہو رہی تھی جو اس کے "قابو" سے باہر تھی۔

"ابھی کچھ دیر پہلے۔۔۔" وہ بہت الجھا الجھا سا بول رہا تھا۔ وہ خاصا پریشان لگ رہا تھا۔ پھر اس نے خالی گھر کے سناٹے کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"آنٹی کہاں ہیں؟"

"وہ اپنے روم میں ہیں۔۔۔" مبین نے اسے سٹنگ روم کی طرف آنے کو کہا۔ پھر وہ اس کے لیے چائے لے آئی تھی جب وہ واپس آئی تب بھی فاتح بہت پریشان اور الجھا الجھا لگ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بے خواب لگتی تھیں جیسے وہ بہت سی راتیں جاگ کر آیا ہو۔ مبین کا دل دھک دھک کرنے لگا تھا۔

"کہیں فجر نے تو کچھ بتا نہیں دیا؟" مبین کو ساری محنت اکارت جاتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے لگا؟ کیا بازی الٹنے لگی تھی؟ وہ شدید متوحش تھی اور بار بار فاتح کی طرف دیکھ رہی تھی۔ بہت دیر کی خاموشی کے بعد فاتح نے خود ہی مبین کو مخاطب کیا تھا۔

"میں بہت اپ سیٹ ہوں مبین! اسی لیے چھٹی لے کر آ گیا ہوں۔ گھر کی طرف حالات اچھے نہیں۔ فجر اپنے اور میرے ساتھ بہت عجیب کر رہی ہے۔" مبین اس کے اگلے الفاظ سن کر قدرے مطمئن ہوئی تھی۔

"پہلے میں سمجھتا تھا۔ وہ میری اور تمہاری دوستی سے خار کھاتی ہے۔ غصہ کرتی ہے۔ تو میں اسے جلانے کے لیے جان بوجھ کر اسے ستایا کرتا تھا، لیکن اس کی بے زاری اور اکھڑے پن کی یہ "وجہ" نہیں تھی۔ کیا تمہیں بھی ایسے لگتا ہے؟" وہ بڑے الجھے انداز میں پوچھ رہا تھا۔ جیسے فجر کے بدلنے کی وجہ اور کوئی "سرا" پکڑنا چاہتا تھا۔ وہ شدید ذہنی کشمکش میں تھا اور

مبین کی محبت کا تقاضا تھا کہ اسے اس ذہنی کشمکش سے نکال لیتی۔

"اگر تم میری رائے لینا چاہتے ہو تو میں تمہیں رائے دے سکتی ہوں۔ اگر تم تصدیق کرنا چاہتے ہو تو میں فجر کے "رویے" کی تصدیق بھی کر سکتی ہوں۔ وہ میری اچھی دوست ہے۔ میں نے تمہیں بتایا تھا نا۔ وہ مجھ سے اپنی ہر بات شیئر کرتی ہے۔" اس نے کمال چالاکی سے بڑے تھکے انداز میں فجر کے ساتھ "بہناپہ" ظاہر کیا تھا۔

"میں تمہیں کبھی نہ بتاتی۔ کبھی تمہیں اپ سیٹ نہ کرتی۔" مبین نے مزید بھی ٹکڑا لگایا تو فاتح اس دفعہ ٹھٹک گیا تھا۔

"بتاؤ مبین! تم نے کہا تھا مجھے کال پہ۔۔۔ جب میں آؤں گا تو تمہیں فجر کی "تبدیلی" کا راز بتاؤں گی۔۔۔ اب وقت آ چکا ہے، میں خود اس شکنجے سے نکلنا چاہتا ہوں۔۔۔ پلیز میرے ضبط کا امتحان مت لو۔۔۔" فاتح کی سرخ آنکھوں میں وحشت ناچ رہی تھی۔ مبین کافی دیر سوچتی رہی۔۔۔ ہر نکتے پہ غور کرتی رہی، ہر پہلو پہ نظر رکھتی رہی۔۔۔ پھر اس نے گلا کھنکار کر فاتح کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"میں تمہارے گھر میں پھوٹ نہیں ڈلوانا چاہتی۔ تمہارے گھر میں بدمزگی ہو۔ مجھے یہ گوارا نہیں ہے۔ تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا ہوگا پھر۔۔۔ میری بات سن کر صبر اور ضبط سے کام لو گے؟ کوئی "فساد" نہیں ہوگا۔ کوئی لڑائی نہیں ہوگی؟" اس نے پکا وعدہ لینے کے لیے ہتھیلی پھیلا دی تھی۔

"تم فکر مت کرو مبین! تم بے جھجک بتا دو۔ مجھ میں اتنا حوصلہ ہے کہ فجر کی "بے وفائی" کا سن کر کوئی سوال نہیں کروں گا۔ جھگڑا تو بہت دور کی بات ہے، میں اس کے راستے سے ہٹ جاؤں گا، بہت خاموشی کے ساتھ، بہرحال وہ جیسی بھی ہے، میں اس کی "خوشی" کو مقدم رکھتا ہوں۔" وہ بہت ضبط کے ساتھ ٹھہرے لہجے میں بول رہا تھا۔ یوں کہ مبین کے اندر گھٹن سی بھر گئی تھی۔ اس نے بمشکل خود پہ قابو پایا تھا۔

"یہ بات کرنا مجھے زیب نہیں دیتا۔ اگر تم مجھے فورس نہ کرتے۔ تو میں کبھی منہ سے بھاپ تک نہ نکالتی۔ جو میں نے یہاں رہتے ہوئے فیل کیا ہے۔۔۔ یا جو کچھ فجر نے مجھے بتایا ہے۔ وہ انتہائی دکھ دینے والا ہے۔ مجھے فجر کی بدقسمتی پہ افسوس ہوتا ہے۔ وہ تم جیسے بندے پہ فائق کو ترجیح دے رہی ہے۔ مجھے لگتا ہے وہ فائق کو پسند کرتی ہے کیوں کہ میں نے ایسے بہت سے منظر دیکھے ہیں۔" اس نے فاتح کے حواس اڑا ہی دیے تھے۔ لمحہ بھر کے لیے وہ بھونچکا رہ گیا تھا۔ پھر اس کے چہرے پہ تنفر کی تیز لہر اٹھ آئی تھی۔

"یہ بات میرے ذہن میں بھی آ چکی تھی مبین! پھر بھی میں نے اپنے ذہن سے "شک" کو نکال دیا۔ میں فجر کو ہرجائی نہیں سمجھتا تھا۔" بہت دیر بعد اس نے ٹوٹے لہجے میں کہا تھا۔ یوں کہ اس کی آنکھیں لہو سے بھر گئی تھیں۔

کیا اس کے بھائی نے ہی اس کے دل پہ "نقب" لگا دی تھی؟ اس کا دل یقین کرنے کو مانتا ہی نہیں تھا۔ وہ ہزار دفعہ سوچتا اور اپنے منفی خیالات کو جھٹک دیتا۔ فجر اور فائق ایسے نہیں تھے۔ وہ فاتح کے ساتھ ایسا کر ہی نہیں سکتے تھے۔

"میں اسی لیے تمہیں نہیں بتانا چاہتی تھی۔ تمہیں تکلیف میں دیکھنا میرے "بس" میں نہیں۔۔۔" اس دفعہ مبین "حقیقتاً" رو پڑی تھی اور اس کے آنسوؤں کی شدت فاتح کو حیران کرتے کرتے اپنے "حصار" میں جکڑ ہی لیا تھا۔

☼ ☼ ☼

یہ انکشاف اتنا معمولی نہیں تھا کہ وہ ہنس کر سہہ جاتا۔ اسے سنبھلنے میں پورا ایک مہینہ لگا۔ اس دن وہ مبین کے پاس سیدھا کامرہ سے آیا تھا پھر پہلی مرتبہ گھر والوں سے ملے بغیر واپس چلا گیا۔ اور اس کی اچانک آمد اور پھر واپسی کی "خبر" مبین نے اپنے ہی انداز میں فجر تک پہنچائی تھی۔

"فاتح کو پتا چلا میری طبیعت خراب ہے۔ وہ سیدھا

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

کامرہ سے ایک گھنٹے کے لیے آیا اور واپس چلا گیا۔" یہ بات بتاتے ہوئے اس کی آنکھوں لشکارے مار رہی تھیں.... مبین پہ ان دونوں "تازگی" کا سایہ تھا۔ وہ ہواؤں میں اڑتی نظر آرہی تھی۔ بات بہ بات ہنستی تھی۔

اور فجر اندر تک خاموشی میں ڈوب گئی تھی۔ اسے ایسی چپ لگی تھی جو تائی امی اور فائق، فراز، فرید کے انتہائی کے اصرار پہ بھی نہ ٹوٹی تھی۔ وہ اس سے پوچھ پوچھ کر تھک چکے تھے، لیکن وہ بتاتی کچھ نہیں تھی۔ بس ایک خاموشی کی بکل میں دبکی رہتی۔

پھر جب فاتح دو مہینے تک بھی گھر نہ آیا تو ایک دن تائی نے اس کی فون پہ سخت کلاس لی تھی۔ ان کے دھمکانے پہ جانے کس دل کے ساتھ وہ اسی اتوار گھر آگیا تھا۔ وہ اتنا خاموش، تنہا، الجھا اور اداس تھا کہ پورا گھرانہ ہکابکا رہ گیا۔

ادھر فجر پہ چپ تانی گئی تھی۔ ادھر فاتح غم کی عملی تفسیر دکھائی دیتا تھا۔ ان دونوں کے ساتھ کچھ تو گڑبڑ تھی۔

فاتح کا رویہ فجر کے ساتھ "اجنبی" تو تھا ہی فائق کے ساتھ بھی انتہائی سرد تھا۔ وہ جو بھائی سے ملنے کشاں کشاں آیا تھا فاتح کی بے زاری دیکھ کر خفیف سا ہو گیا۔

فاتح نے اسے دیکھا بھی نہیں.... سلام کا جواب تو بہت دور تھا۔ فائق سخت شرمندہ ہو گیا۔ جب وہ نیچے آیا تو فجر تخت پہ بیٹھی تھی۔ سوچوں میں گم۔ اداس، غمگین، ویران۔ فائق اس کے قریب رک گیا تھا۔

"تم دونوں کو آخر ہو کیا گیا ہے؟ مجھے تو ابھی تک کچھ سمجھ نہیں آرہا...." فائق شدید الجھن کا شکار تھا۔

"میرا دماغ تپ رہا ہے۔"

"تم ہمارا دماغ لے لو.... یہ تو بہت ٹھنڈا ہے۔" فجر نے رنجیدگی سے کہا تھا۔

"مجھے اس ساری سچویشن کی کچھ سمجھ نہیں آرہی۔" فائق جھنجلایا ہوا بے حد متفکر تھا۔ معاً کوئی بے دھڑک اندر آگیا۔ فائق اور فجر نے بے ساختہ نگاہ اٹھا کر دیکھا تھا۔ وہ نور تھی جو ان دونوں کے قریب آرہی تھی۔

"جلدی سمجھ آجائے گی۔ دعا کرو، وقت ہاتھوں سے نہ پھسلے...." نور بہت سنجیدہ تھی۔ فجر سے مل کر تخت پہ بیٹھ گئی تھی۔ فائق اور فجر کو نور سے مل کر اپنے انداز بدلنا پڑے تھے۔ وہ بمشکل اپنے چہروں پہ بشاشت لا رہے تھے۔

"آپ کا ابھی سے اس گھر میں آنا بنتا نہیں تھا....؟" فائق کا انداز معنی خیز تھا۔

"ابھی تو ہم پڑوس میں آپ کے لیے باقاعدہ رشتہ بھی لے کر نہیں گئے۔" فجر کو بھی لب کشائی کرنا پڑی تھی۔ تب نور نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا۔

"تم دونوں مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو....؟" اس کا انداز کچھ کھوجتا ہوا تھا۔ ان دونوں نے بے ساختہ نظریں چرائیں۔

"ہرگز نہیں.... ہم نے کیا چھپانا ہے؟ بتا تو دیا ہے۔ ہم آپ کا پرپوزل لے کر آنا چاہتے تھے اپنے فائز کے لیے...." فائق نے شوخی کا مظاہرہ کیا تھا۔ نور جھنجلا سی گئی تھی۔

"یہ بات مجھے بھی پتا ہے.... آنٹی نے میرے انکل کو فون کیا تھا۔ تم مجھے کوئی نئی بات بتاؤ۔" وہ بہت سنجیدہ تھی۔ فجر نے گھٹنوں میں منہ دے لیا.... فائق نے گہرا سانس کھینچا۔

"فاتح گھر آیا ہوا ہے...."

"کیا واقعی....؟ میں جاتی ہوں پھر، کہاں ہے وہ، اپنے کمرے میں....؟" نور اچانک اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔ فجر نے بھی گہرا سانس خارج کیا۔

"آپ کے جانے سے کچھ اچھا نہیں ہوگا۔ اس نے جو کرنا تھا کر دیا.... ابھی تھوڑی دیر پہلے امی اس کے کمرے سے نکلی ہیں۔ ان کا چہرہ سرخ تھا اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ وہ بہت دیر تک روتی رہی ہیں...." فجر کے بتانے پہ نور بے چین ہو گئی۔ کیا فاتح نے آنٹی سے ہر انتہائی بات کر لی تھی؟ اگر ایسا ہو چکا تھا تو بہت برا تھا۔ بہت برا ہو چکا تھا؟ اسے آنے میں دیر ہو گئی تھی۔

وہ اندر آئی تو فاتح نیم اندھیرے میں بیٹھا تھا۔ کمرے میں انتہا کی گھٹن تھی۔ اس نے اندر آنے کی اجازت لی تو فاتح چونک گیا۔ پھر نور کو دیکھ کر اسے کرنٹ لگا تھا۔ امی کا ارادہ تھا نور کو بہو بنانے کا۔ اس ضمن میں اندر ہی اندر تیاریاں بھی چل رہی تھیں اور ساتھ فاتح کے نکاح کی بھی.... کچھ دیر پہلے امی اسے یہی بتانے کے لیے آئی تھی۔ انہوں نے اس کی رائے نہیں لی تھی۔ انہوں نے اپنا حکم سنایا تھا۔

"تم نے بہت من مانی کر لی ہے اور میں تمہارے چال چلن بھی دیکھ رہی ہوں۔ بہتر ہے کہ سدھر جاؤ۔ خود کو ٹھیک کر لو.... میں تمہارے نکاح کا ارادہ رکھتی ہوں۔" ان کا لہجہ بہت سخت دوٹوک اور حکمیہ تھا۔ فاتح کے نکاح کا سن کر حواس اڑ گئے تھے اور ان کے الفاظ سن کر فاتح کو بھی غصہ آگیا تھا۔

"میرے چلن کو کیا ہوا ہے؟ یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں؟" وہ جو پہلے ہی اذیت اور تکلیف کے شکنجے میں ادھ موا ہو رہا تھا۔ امی کے الزام پہ بھونچکا رہ گیا۔

"فجر کا معصوم دل توڑا ہے۔ اسے نظر انداز کیا ہے۔ اس پہ کسی اور کو فوقیت دی ہے.... میں تمہارے مبین کے ساتھ بڑھتے التفات دیکھ رہی تھی۔ مجھے یقین نہیں تھا تم اتنا گر جاؤ گے۔ یہ جانتے ہوئے بھی تم فجر کے ساتھ منسوب ہو۔" امی اسے چاروں طرف سے گھیر رہی تھیں۔ وہ تو ہکابکا رہ گیا۔ یعنی الزام در الزام۔ حد تھی.... فجر سب کچھ کر کرا کے معصوم بن گئی تھی اور الزام فاتح پہ آگیا تھا۔ کیا کوئی اتنا مکار ہوتا ہے؟ اسے فجر کی بھولی صورت پہ زہر چڑھ گیا تھا۔

"میں نہیں چاہتا تھا آپ کی لاڈلی فجر کے کرتوت آپ کے سامنے کھولوں۔ آپ جس کو معصوم سمجھ رہی ہیں۔ وہ انتہائی مکار ہے۔ اس نے ذرا بھی بچپن کی منگنی کا لحاظ نہیں کیا۔ کسی رشتے کا پاس نہیں رکھا۔ وہ خود فائق میں انٹرسٹڈ ہے۔ میرے پاس ثبوت بھی موجود ہیں۔" اس کی چلتی زبان کو امی کی کڑک نے لمحہ بھر کے لیے روک دیا تھا۔ وہ مبین کی بھیجی ویڈیوز امی کو دکھانا چاہتا تھا۔ موبائل ہاتھ میں لیتا رک گیا۔ اس موبائل میں ثبوت تھے۔ فائق اور فجر کے تعلق کی گواہی تھی۔ ایک ویڈیو کوری ڈور کی تھی، جس میں فائق روتی ہوئی فجر کو چپ کروا رہا تھا۔ دوسری باغیچے کی تھی۔ جب فائق فجر سے وعدہ لے رہا تھا.... حد تھی.... وہ اس ویڈیو کو دیکھ کر کھول اٹھا۔ یہ منظر اس نے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھ رکھا تھا اور بھی کئی ایسے مناظر تھے۔ پھر اسے مبین کی بات پہ یقین تھا، مگر امی کو کون یقین دلاتا؟ وہ فاتح کو جھوٹا سمجھ رہی تھیں۔

"خبردار.... جو تم نے اپنا "معاشقہ" چھپانے کے لیے فجر اور فائق پہ الزام لگانے کی کوشش کی۔ وہ کل بھی بہن بھائی تھے، آج بھی بہن بھائی ہیں اور فائق اپنی کلاس فیلو سے لگاؤ رکھتا ہے۔ یہ بات فجر کو بھی معلوم ہے اور مجھے بھی.... تم اپنا گریبان بچانے کے لیے ان پہ بہتان نہ لگاؤ۔ کیا میں نہیں جانتی تمہارے مبین سے تعلق اور رابطوں کو...." امی نے لمحہ بھر میں ہی اسے "ننگا" کر رکھ دیا تھا۔

"میرا کسی سے معاشقہ نہیں ہے۔ آئی سمجھ میں بات۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ میں حلفیہ کہتا ہوں۔ میں نے مبین کو کبھی اس نگاہ سے نہیں دیکھا۔ بس کزن کے ناطے دوستی کا تعلق ہے اور بس...." وہ جیسے چیخ پڑا تھا۔

"اور آپ فائق اور فجر کی بے جا حمایت مت کریں۔ اس ویڈیو کو دیکھیں۔" اس نے غصے کے عالم میں دونوں کلپس ماں کے سامنے کر دیے تھے اور امی کو ایسا تاؤ چڑھا کہ اس کا قیمتی موبائل اٹھا کر دیوار سے دے مارا تھا۔ فاتح اپنا ٹوٹا موبائل دیکھ کر ہکابکا رہ گیا تھا۔

"یہ کس نے گھٹیا حرکت کی ہے؟ چھپ کر ویڈیو بنائی؟ تم میں عقل نام کی نہیں فاتح! جس نے یہ ویڈیو بنا کر تمہارا "جی" الٹایا ہے، تمہیں اپنے سگے بھائی سے بدظن کیا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ کہاں تک مخلص ہے؟ کون ہے یہ فسادن؟ میں ابھی اس کا منہ توڑ کر آتی ہوں۔ دونوں بھائیوں میں پھوٹ ڈلوا دی۔ میرے معصوم بچوں پہ بہتان باندھا۔" امی کا پارہ اور بھی آسمان پہ چڑھ گیا تھا۔

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

"خناس بھر اگیا ہے تمہارے دماغ میں۔ کیا فائق نے پہلے کبھی فجر کے آنسو نہیں پونچھے؟ پیار نہیں کیا؟ وہ بہن ہے اس کی۔ تم نے اتنی گھٹیا بات سوچی بھی کیسے؟" امی کا بس نہیں چل رہا تھا۔ اپنا جوتا اتار کر اس کا سر بھر بلا کر دیتیں۔

"غضب خدا کا۔۔۔ بے کار "شک" کی وجہ سے اپنا پورا گھر ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہو۔ کوئی اور سنے گا تو کیا کہے گا۔" امی نے تلملا کر فاتح کو دیکھا تھا۔ جو غصے میں بل کھاتا شدید بے بسی کا شکار تھا۔

"سن لو تم۔۔۔ میں تمہارا نکاح کرنے والی ہوں فجر سے۔ خبردار جو تم نے زبان کھولی۔" ان کی دھمکی پہ فاتح بلبلا اٹھا تھا۔

"یہ نوبت ہی نہیں آئے گی۔ آپ کی فجر صاحبہ خود انکار کردیں گی۔ ایک مرتبہ اس سے پوچھ تو لیں۔" اس کا لہجہ گہرا کاٹ دار طنزیہ تھا۔

"انکار نہیں کرے گی میں گارنٹی دیتی ہوں۔" امی نے اسے چیلنج کیا تھا۔

"لیکن وہ دل سے تو راضی نہیں ہوگی۔" اس کا ذہن مبین کی باتوں میں ہی پھنسا ہوا تھا۔

"اس لیے میری طرف سے "انکار" ہے۔ صاف انکار۔۔۔ کیونکہ مجھے عمر بھر کے لیے کسی پر مسلط نہیں ہونا۔" وہ لمحوں میں اپنے دل کی بات ماں تک پہنچا کر پرسکون ہوگیا تھا۔ امی بھی جیسے گم صم رہ گئیں۔ یعنی اتنا "لتاڑنے" کے باوجود بھی اس کی کوئی کل سیدھی نہیں ہو رہی تھی۔ امی کا دل بھر بھر آیا۔ ان کے آنسو گرنے لگے اور فاتح کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ وہ خود کہاں فجر سے دستبردار ہونا چاہتا تھا اور اب امی کے آنسو۔۔۔ فاتح عجیب "بے بسی" کے حصار میں جکڑا گیا۔ ہر طرف اندھیرا ہی نظر آرہا تھا۔ امی کی بات مانتا تو اس کی انا پہ ضرب تھی اور اسے اپنی "انا" ہر صورت بچانا تھی۔

"فاتح! تجھے کھرے کھوٹے کی پہچان نہیں ہے۔ اللہ کرے وقت گزرنے سے پہلے تو "کھوٹے" کو پہچان لے۔ سچائی تمہارے سامنے آجائے۔ کسی نے تجھے فجر سے اور فجر کو تجھ سے "بدظن" کر رکھا ہے۔" امی کے الفاظ آنسوؤں میں ڈوب گئے تھے۔ وہ کچھ کہہ نہیں پایا تھا۔ لیکن امی کو روتا ہوا دیکھ تو رہا تھا۔ امی کے آنسو اس کی "آزمائش" بن گئے تھے۔ ماں کو رلا کر وہ اور بھی بے چین ہوگیا تھا۔

امی فائز کی شادی کے لیے سنجیدہ ہوگئی تھیں۔ کیونکہ نور کے انکل نے رشتہ منظور کرلیا تھا۔ تاہم سجیلہ کی طرف سے حوصلہ افزا ریسپانس نہیں آیا۔ یعنی سجیلہ کو نور کے رشتے کی کوئی خوشی نہیں ہوئی تھی۔ ڈیٹ فکس ہونے سے پہلے نور خود یہاں آگئی۔ اس کا آنا بڑا پراسرار تھا۔ وہ امی سے الگ سے ملی تھی اور فاتح سے الگ۔ وہ خاصی سنجیدہ تھی۔ اس نے فجر سے بھی بہت لمبی بات کی تھی۔ امی نے کہا تھا وہ فجر کو سمجھائے۔ نور نے فجر کو سمجھایا تو اسے سمجھ آگئی۔ پھر نور امی کے پاس آئی۔ وہ اکیلی بیٹھی تھیں اور انتہائی پریشان تھیں۔ فاتح نے پورے گھر کو "تنچا" کر رکھ دیا تھا۔ سب لوگ اپنی اپنی جگہ الجھے ہوئے تھے۔ نور نے امی سے کہا۔

"آپ کیوں فکر کرتی ہیں۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"کیسے ٹھیک ہوگا بیٹا! برا مت ماننا۔ تمہاری سجیلہ پھوپھو کی بیٹی کے ہوتے ہوئے تو کچھ ممکن نہیں۔" یعنی امی اس ساری "گڑبڑ" اور کارروائی کرنے والے ماسٹر مائنڈ کا سراغ لگا چکی تھیں۔ نور نے گہرا سانس خارج کیا۔

"گو کہ مبین میری دوست ہے امی اور کزن بھی۔ اور دوستی کا تقاضا تو یہ تھا کہ میں اس کے "راز" کو اپنے تک محدود رکھتی۔۔۔ لیکن مجھے لگتا ہے اتنی بڑی بات چھپا کر میں فجر اور فاتح کے ساتھ زیادتی کر رہی ہوں۔" بالآخر نور نے بادبان کھولنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ گو کہ یہ مشکل فیصلہ تھا، پھر بھی اس کی "اچھائی" اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ وہ فاتح کی امی کو "باخبر" کردیتی۔

"اس سچویشن میں جہاں جہاں گڑبڑ ہوئی ہے، وہ مبین کی اس محبت کی وجہ سے ہوئی ہے جو اسے فاتح سے اچانک ہوگئی تھی۔" نور نے بالآخر کہنا شروع کردیا تھا اور امی ہکا بکا سی سن رہی تھیں۔

✲ ✲ ✲

دن اسی طرح بے زار سے گزرتے جا رہے تھے۔ فاتح اگلے ہی دن واپس چلا گیا تھا۔ برسات کے دن بھی ٹھہر گئے تھے۔ ہر روز وقفے وقفے سے بارش ہوتی تھی۔ سڑکیں کیچڑ سے بھر جاتیں اور گھر کے صحن پانیوں میں ڈوب جاتے۔ بارش کا گیلا پن ہر شے میں جھلکتا تھا۔ اب تو آنکھیں بھی گیلی گیلی نظر آتی تھیں۔ ایک ہفتہ پہلے نور اور فائز کی منگنی بھی ہوگئی تھی۔ شادی بقر عید کے بعد تھی۔ جب سے نور کی منگنی ہوئی تھی ماما کو پتنگے لگ گئے تھے۔ نور واپس اپنے انکل کے پاس چلی گئی تھی اور ماما پورا پورا دن سلگتی رہتی تھیں۔

"تمہاری تائی کو تمہارا خیال تک نہیں آیا۔ نور کو مانگ لیا۔ حد ہے بے مروتی کی۔ تمہارے بابا کو احساس تک نہیں۔ بندہ خود ہی اپنے بھائی سے بات کرلیتا ہے۔" ماما تلملا رہی تھیں۔ نور جو جا چکی تھی، اپنے جانے کے بعد بھی ان کی باتوں میں اردگرد چکراتی رہتی۔ مبین "نور نامے" سے تنگ آچکی تھی۔ اب اس کی نور سے پہلے والی دوستی بھی نہیں رہتی تھی۔ وہ ضرورت سے زیادہ فجر کی ہمدردیاں کرنے لگی تھی۔ اب وہ مبین کو پہلے کی طرح سراہتی بھی نہیں تھی بلکہ ہر وقت اسے صحیح غلط میں لیکچر دیتی۔ یوں مبین نور سے خود بخود دور ہو چکی تھی۔

"تائی کو خیال نہ آئے۔ مجھے ان کے خیال کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ مجھے فاتح کی کال کا انتظار ہے۔ اب کہ وہ آئے گا تو کوئی فیصلہ کرکے ہی آئے گا۔" مبین کی خوش رنگ آنکھوں میں خواب تیر رہے تھے۔

اور پھر ایک سہانی صبح جب باہر ساون ٹوٹ کے برس رہا تھا مبین کے نمبر پہ فاتح کی پہلی مرتبہ ازخود کال آئی تھی۔ ورنہ اس تمام عرصے میں مبین ہی اپنی انا کو جھکا جھکا کر فاتح سے رابطہ بحال رکھتی تھی۔ جن دنوں

Art With You

Paint with Water Color & Oil Colour

First Time in Pakistan
a Complete Set of 5 Painting Books in English

Art With You
کی پانچوں کتابوں پر حیرت انگیز رعایت

Water Colour I & II
Oil Colour
Pastel Colour
Pencil Colour

فی کتاب -/150 روپے
مکمل ایڈیشن بذریعہ ڈاک منگوانے پر ڈاک خرچ -/200 روپے

بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے
مکتبہ عمران ڈائجسٹ
37-اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/

وہ بہت زیادہ ڈسٹرب تھا۔ ان دنوں میں میسج کا جواب تک نہیں دیتا تھا۔ تب مبین ہی اسے جذباتی سہارا دینے کے لیے لمبی لمبی کالز کرتی تھی اور ان گنت میسج بھیجتی تھی۔ وہ فاتح کی کال پہ نہال ہو گئی تھی۔ وہ ایسی خوش نصیب تھی؟ یا اس کی تمام محنت رنگ لے آئی تھی۔ گو کہ اس نے تھوڑی دیر کے لیے فون کیا تھا۔ پھر بھی مبین بے انتہا خوش تھی اور اس نے اپنی اس خوشی کا برملا اظہار بھی کر دیا تھا۔

"زہے نصیب... میری تو قسمت جاگ گئی ہے، تم نے مجھے کال کی؟ مجھے یقین نہیں آرہا۔" وہ خوشی سے بے حال ہو رہی تھی۔

"یقین کرلو... آئندہ تمہیں کال نہیں کرنا پڑے گی۔ میں خود تمہیں فون کروں گا۔" وہ جیسے ایک نتیجے پہ پہنچ کر بڑے ٹھہرے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ مبین پہ تو شادی مرگ طاری ہو چکی تھی۔ اس کا دل چاہا وہ فون کو کان سے لگا کر ہی ناچنا شروع کر دے۔

"تم مجھے بے ہوش کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟" مبین خوشی بھرے لہجے کو بمشکل رواں کرتے ہوئے بولی تھی۔ فاتح دوسری طرف اداسی سے مسکرا دیا۔

"نہیں... میں چاہتا ہوں تم اپنا دل مضبوط کرلو۔ میں آکر ایک "دھماکا" کرنے والا ہوں۔" اب کہ فاتح کا لہجہ بھی مسرور اور چہکتا ہوا تھا۔ مبین کو جیسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی تھی۔ وہ خوشی کے مارے بے حواس ہونے لگی۔ فاتح کے لہجے میں چھپی خوشبو اسے بتا گئی تھی کہ فاتح اسے ہمیشہ کے لیے اپنا بنانے آرہا ہے۔

وہ پاگلوں کی طرح کمرے میں چکرانے لگی تھی۔ پھر اسے اچانک خیال آیا۔ اس کو شکرانہ ادا کرنا چاہیے تھا۔ اس پہ سجدہ شکر واجب تھا۔ وہ پہلے شکرانے کے نوافل ادا کرتی تھی۔ عموماً اس وقت جب رزلٹ بہت اچھا آتا تھا اور اس وقت وہ فاتح کے مل جانے کی خوشی میں نفل ادا کر رہی تھی۔ بڑے خشوع کے ساتھ۔ بڑے خضوع کے ساتھ۔ اس بات کو جانے بغیر کے اللہ کو ایسے سجدوں کی ضرورت نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

باہر حبس بھری دوپہر پھیل رہی تھی۔ ماحول میں تپش اور حدت معمول سے بڑھ کے تھی۔ اس دن ہوا بھی بند تھی۔ درخت یوں خاموش اور ساکت تھے جیسے کبھی ہلیں گے نہیں۔ ماحول میں رائی بھر خوشگواریت یا ٹھنڈک نہیں تھی۔ باہر پھیلی حدت کی طرح اندر کا ماحول بھی گرم، روکھا اور پر حبس تھا یا پھر اس کے اندر رمیدگی کا اثر زیادہ تھا تو چیز میں اسے وحشت دکھائی دے رہی تھی۔ دل کو عجیب سی بے چینی کے پنکھ لگے تھے۔ سامنے تایا کا مکان ایستادہ تھا۔ تو برآمدے کی جالیوں سے نظر آتا تھا۔ بجائے دل کے خوش ہونے، جھومنے ناچنے کے عجیب بے قراری پھیل رہی تھی۔ شاید یہ نور کی کال کا اثر تھا۔

"تم دو دلوں کے بیچ میں آکر جو گناہ کر چکی ہو، اللہ تمہیں معاف نہیں کرے گا۔" نور نے کچھ دیر پہلے اس کا دماغ خوب تپا دیا تھا۔ "میں نے کون سا گناہ کیا ہے؟ اپنے دل کی خوشی اور چین کے لیے سب ہی کوشش کرتے ہیں۔ میں نے بھی ایک کوشش کی اور اپنے دل کا چین پالیا۔ وہ فجر کے نصیب میں نہیں تھا۔ اس لیے اسے نہیں ملا۔ وہ میرے نصیب میں تھا۔ اس لیے وہ میرے پاس آرہا ہے۔" اس نے نور کو کھری کھری سنا کر فون بند کر دیا تھا اور تب سے لے کر اب تک وہ برآمدے میں چکراتی اپنی پوری زندگی کے گزشتہ سارے واقعات سوچ رہی تھی۔ اسے اپنا عمل کہیں سے بھی برا نہیں لگ رہا تھا۔ اسے نور پہ غصہ آرہا تھا۔ تب ہی ماما بھی کچن سے نکل آئی تھیں۔ پھر ماما سے باتوں میں لگ کر وہ نور کی بکواس کو فراموش کر گئی۔ ماما فاتح کے لیے اہتمام کر رہی تھیں۔ کچن سے رنگ رنگ کی خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں۔ ماما اسے کچھ بے چین نظر آرہی تھیں۔ مبین کے پوچھنے پر بول پڑیں۔

"کیا تمہیں لگتا ہے فاتح کبھی جان نہیں پائے گا کہ تم نے کس طرح پہلے فجر کو اس سے بدگمان کیا۔ پھر فاتح کے دل میں بدگمانی بھری۔ اس کے اندر رفائق اور فجر کے حوالے سے شک کا بیج بویا۔ اگر فجر نے کچھ بول دیا؟"

"ماما! ایک بات کی گارنٹی ہے۔ فاتح کبھی بھی اس بات کا پول نہیں کھولے گا۔ کیونکہ جب بھی وہ فجر یا فائق کے سامنے جوابی طلبی کرے گا تو اس کی انا ڈسٹرب ہوگی، بہت ہرٹ ہوگی۔ اینڈ یو ڈونٹ وری مام! کہ فجر اس "بہتان" کو جان پائے گی جو فاتح اور فجر کو الگ کرنے کا سبب بنا تھا۔ اپنے آرام، سکون اور محبت کی خاطر اتنا سا حق تو میرا بنتا تھا۔ پھر بابا کی ریٹائرڈ لائف کے بعد ایئر فورس کا گلیمر بھی ختم ہو گیا۔ آپ نے کیا سمجھا ہے۔ میں ساری عمر یہیں تایا کے مکان میں تائی کی چاکری کرتی رہوں گی۔ اس فضول سی فجر کی طرح۔

ایسا ہرگز نہیں۔ میں نے فاتح کا انتخاب اسی لیے کیا تھا۔ ایک تو مجھے اس سے محبت ہو گئی تھی اور دوسرا مجھے ایئر فورس کی "سپر گلوری لائف" دوبارہ چاہیے تھی۔ ویسے بھی فجر فاتح کو ڈیزرو ہی نہیں کرتی تھی۔ اب عمر بھر فاتح کی محبت کے مزار پہ "فاتح خوانی" کرتی رہے۔ جب تک تائی اسے کسی کلرک سے بیاہ دیں گی۔ تب تک جوگ میں رہنا اس کا بنتا ہے اور یہ آپ نے پھر کیوں قصہ چھیڑ دیا۔ فاتح بس پہنچتا ہی ہو گا۔ آپ نے اضافی کھانا بنا لیا نا۔ فاتح بتا رہا تھا آج رات ہی تایا، تائی پروپوزل لے کر آئیں گے۔ انہیں کھانا کھلانا تو بنتا ہے نا؟" مبین کی کھلکھلاتی آواز برآمدے کی جالیوں کے پار تک آرہی تھی۔ اس سے آگے ایک ستون تھا۔ جس کے ساتھ گملا رکھا تھا۔ وہ گملا اچانک گرا اور ٹوٹ گیا۔ گو کہ یہ اچانک ٹوٹنے والا نہیں تھا۔ جب تک اسے ٹھوکر نہ لگتی اور اسے ٹھوکر لگائی گئی تھی۔ جان بوجھ کر، بہت شدت کے ساتھ، یوں کہ گملا اڑتا ہوا برآمدے کے دروازے سے جا لگا تھا۔ یہ ایک خطرناک دھماکا تھا۔ اندر موجود وہ دونوں خواتین دہل کر چیخی تھیں اور یقیناً "لپک کر باہر بھی آئی ہوں گی۔ کاش وہ اتنی تیزی سے باہر نکل کر نہ آتا۔ ان دونوں کے تاثرات دیکھ سکتا اور اس مکار مبین کا منہ توڑ سکتا۔

اس وقت اپنے ہی گھر کے سامنے موجود بینچ پہ بیٹھ کر وہ غصہ، آگ، نفرت، زہر اور ہر چیز کو تہس نہس کرنے والی تمام ترکیفیات پہ قابو پا رہا تھا۔ ورنہ جی تو چاہ رہا تھا ہر چیز کو آگ لگا دے۔

"اچھا تو فلائٹ لیفٹیننٹ صاحب! آپ سے زیادہ کھوتا، الو کا پٹھا کوئی دنیا میں نہ ہوگا۔ بالشت بھر کی چھوری تمہیں انگلی پہ نچا گئی اور تم اس کے ہاتھوں الو بن گئے۔ تم فلائٹ لیفٹیننٹ بن کر بھی کھوتے ہی رہے اور پتا نہیں کب تک کھوتے رہتے۔" وہ خود کو کوستا شدید غصے اور اہانت کا شکار تھا۔ جی چاہ رہا تھا ایک مرتبہ مبین کے سامنے چلا جاتا، تاکہ اسے خبر ہوتی۔ فاتح سب کچھ جان چکا ہے۔ اس کا تمام ڈرامہ، پورا کھیل، جو عین کلائمکس پہ فلاپ ہو گیا تھا۔ لیکن پھر اسے اچانک خیال گزرا۔ وہ مبین کو کبھی نہیں بتائے گا۔ وہ سب کچھ جان چکا ہے۔ ہر وہ سازش جس نے اسے فجر سے دور کر دیا تھا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے سے ایک پٹی ہٹ گئی تھی اور جب ہر منظر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا تب وہ اپنی چچازاد کی شاطرانہ چالوں کو سراہے بغیر نہیں رہ سکا تھا۔ بڑی کمال کی چال باز تھی۔ کس طرح ہر جگہ ڈبل گیم کرتی

خواتین ڈائجسٹ
کی طرف سے بہنوں کے لیے ایک اور ناول

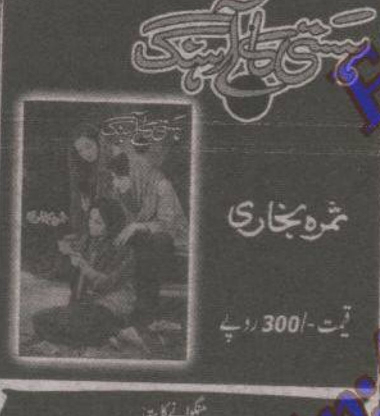

منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ 37 - اردو بازار کراچی۔ فون نمبر: 32735021

رہی۔ حتیٰ کہ اس کی سہیلی نور نے بھی اسے سمجھایا تھا۔ اس دن جب وہ اس کے کمرے میں آئی تھی۔ نور نے زیادہ لمبی بات نہیں کی تھی۔ بس ایک جملے میں اسے بہت کچھ باور کروا دیا۔

"مبین بہت سیلفش اور خود پرست ہے فاتح۔" نور نے مزید کچھ نہیں کہا تھا' لیکن فاتح تب کسی کی نہیں سمجھتا تھا۔ اس پہ فجر کو مزا چکھانے کا بھوت سوار تھا۔ یہ نہیں تھا کہ اسے مبین سے طوفانی محبت ہو گئی تھی اور وہ اس کے گھر رشتہ بھجوانے کے لیے مر رہا تھا۔ دراصل مبین کے علاوہ اس کے پاس کوئی آپشن ہی نہیں تھا۔ کوئی اور لڑکی بھی ہوتی تب بھی وہ اتنا ہی امی کو مجبور کرتا۔ اسے فجر سے بدلہ لینا تھا۔ فجر نے اسے ٹھکرایا تھا۔ وہ بھی اسے ٹھکرا کر کچھ ثابت کرنا چاہتا تھا۔ یہ کہ اگر فجر نے اس کے جذبوں کی قدر نہیں کی۔ اس کی محبت کو دھتکارا تھا۔ تو اسے بھی فجر کی کوئی پروا نہیں تھی۔ محض فجر کو اذیت دینے کے لیے اس نے مبین کا انتخاب کر لیا تھا۔ وہ فائق اور فجر کی شادی سے پہلے اپنی شادی کروانا چاہتا تھا۔ تاکہ وہ فجر کو ذلیل کر سکے' جلا سکے' مبین کو سکھ دے کر اسے تڑپا سکے اور اس وقت وہ اپنی چالوں پہ خود ہی شرمندہ بیٹھا تھا اور مبین کے منصوبوں پہ عش عش کر رہا تھا۔

ایک سپر گلوری لائف… باپ کے بعد شوہر کے ساتھ ہر اسٹیشن پہ رنگا رنگ زندگی کے مزے… پھر فاتح خوب صورت بھی تھا اور مبین کو اچھی شکلوں سے محبت تھی۔ فاتح خوب صورت نہ ہوتا تو مبین اسے گھاس بھی نہ ڈالتی اور اگر اپنی ٹف جاب کے دوران وہ کسی سیریس انجری کا شکار ہو کر معذور ہو جاتا تو مبین اس پہ لعنت ڈال کر چلی جاتی۔ کیونکہ وہ ایک خود غرض لڑکی تھی اور اللہ نے بروقت اس کی آنکھیں کھول کر اس خود غرض لڑکی سے اسے بچا لیا تھا۔ تین گھنٹے اپنا احتساب کر لینے' غصہ پینے خود کو کوسنے کے بعد اس نے گھر جا کر فجر اور امی کا سامنا کرنے ان سے بات کرنے' معافی مانگنے کا حوصلہ پیدا کر ہی لیا تھا۔ اس دوران ایک سو چالیس کالز اور پچیس میسج مبین کی طرف سے موصول ہوئے تھے۔ اس نے موبائل کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا تھا۔

ادھر ٹیرس پہ فجر کپڑے پھیلانے کے لیے آئی تو سامنے ہی بینچ پہ فاتح کو بیٹھا دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی تھی۔ بالٹی وہیں چھوڑ کر وہ بھاگتی ہوئی نیچے آئی تھی۔ فاتح سر تھامے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھا تھا۔ فجر کو یوں لگا اسے سر میں شدید درد ہے۔ سر کا درد اسے بے حال کر دیتا تھا اور شاید تکلیف اتنی زیادہ تھی کہ اس سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔ ورنہ وہ چل کر گھر تو آ سکتا تھا۔ فجر کی جیسے جان پہ بن آئی۔ وہ اندھا دھند بھاگتی سارے سابقہ اختلاف اور ناراضی بھلا کر فاتح تک پہنچ گئی تھی۔

"فاتح! تم ٹھیک ہو۔" اس نے جھپٹ کر اسے کندھا ہلایا تھا۔ فاتح اس افتاد پہ چونک گیا۔ سامنے فجر کھڑی تھی۔ فاتح کا دل دھڑکنے لگا۔ اتنا غیر متوقع فجر سے سامنا ہوا تھا۔ ابھی تو وہ ہمت مجتمع کر رہا تھا۔ اس سے بات کرنے کا سوچ رہا تھا اور وہ سوچوں سے نکل کر سامنے آ گئی تھی۔

"سر میں درد ہے؟ چلا نہیں جا رہا؟ یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ گھر کیوں نہیں آئے۔" فجر جیسے مرنے کے قریب ہو گئی تھی۔ ایک ایک لفظ میں بے قراری بول رہی تھی۔ ایک ایک لفظ میں محبت چھلک رہی تھی اور وہ احمق' الو' کھوتا تھا کہ اس محبت سے نگاہ چرا کر بھاگا جا رہا تھا۔ اندھا دھند اور اگر اتنی بڑی ٹھوکر نہ لگتی تو اس کا انجام کیا ہوتا؟ اس نے جھرجھری لے کر خود کو سنبھالا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں فجر تم پریشان نہ ہو۔" عرصے بعد وہ اتنی ملائمت سے بولا تھا۔ یوں کہ فجر کو اس نرمی پہ غش آنے لگا۔

"اب تو بالکل طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔" اس کا اشارہ فاتح کے نرم لہجے کی طرف تھا۔ فاتح بری طرح نادم ہو گیا تھا۔

"آئم سوری فجر!" اس کے لہجے میں ٹوٹ پڑتی شرمندگی تھی' فجر ہکا بکا رہ گئی۔ "مجھے معاف کر دو فجر! میرے ہر برے رویے پہ… یقین کرو' میں غلط نہیں تھا۔ نہ میری زندگی میں تمہارے علاوہ کسی اور کا دخل ہوا۔ مجھے بدگمان کیا گیا تھا۔" وہ اسے پوری تفصیل بتانا چاہتا تھا' لیکن فجر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ وہ خود بھی خاصی نادم کھڑی تھی۔

"اور مجھے بھی…" اس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اگر نور مجھے سب کچھ نہ بتاتی تو میں کبھی نہ جان پاتی۔"

"پھر تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ کوئی ہماری زندگی کے ساتھ گیم کر گیا تھا۔" وہ فجر سے خفا نظر آیا۔

"امی نے کہا تھا۔ اسے کھرے اور کھوٹے کی خود پہچان کرنے دو۔" اب کہ فجر مسکرا دی تھی۔ فاتح خود پہ ناراض ہوا۔ یعنی امی بھی ملی ہوئی تھیں۔ اسے ہی بے خبر رکھا گیا۔

"غلطی مبین کی نہیں' ہماری ہے۔ ہم دونوں اس امتحان میں فیل ہو گئے ہیں۔ کوئی ہمیں الو بنا گیا۔ دراصل ہماری محبت کمزور نہیں تھی۔ بس یقین کمزور تھا۔ اسی لیے دوسروں کو بیچ میں آنے کی جگہ مل گئی۔" فجر نے گہرا سانس کھینچ کر تجزیہ پیش کیا تھا۔ فاتح نے تائید میں سر ہلایا۔ دھند تو چھٹ گئی تھی۔ بدگمانی کی دھند… ورنہ گرما میں دھند کہاں تھی؟ ہر طرف چمکتی ہوئی دھوپ پھیلی تھی اور وہ دونوں مسکراتے ہوئے گھر کی طرف جا رہے تھے اور ٹیرس پہ کھڑی امی ان دونوں کو ایک ساتھ اندر آتا دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں۔ ان کی آنکھوں میں جگمگاہٹ تھی اور لبوں پہ مسکراہٹ۔ ان کا دل سجدہ شکر بجا لایا تھا۔ ان کے دونوں بچے بدگمانی کے شکنجے سے نکل آئے تھے اور بدگمانی کا جال بچھانے والے منہ کی کھائے بیٹھے تھے۔ پھر اسی ہفتے فجر اور فاتح کی تقریب نکاح منعقد ہو گئی تھی۔ جبکہ دوسری طرف مبین اس کا پلیٹ پر ونگ رہ گئی تھی۔ ساری گیم الٹ گئی۔ شطرنج کی بساط بکھر گئی۔ مہرے سب ہاتھ سے نکل گئے۔ منصوبے فیل ہو گئے تھے۔ چال الجھ گئی تھی۔ پلان بگڑ گئے تھے۔

آخر ہوا کیا تھا؟ وہ رات دن پاگلوں کی طرح فاتح کے نمبر پہ میسج کرتی تھی اور اس کے ہر میسج پہ ایک سوال چیخ رہا ہوتا؟

"آخر ہوا کیا تھا؟" فاتح نے نمبر نہیں بدلا تھا۔ بلکہ وہ ہر میسج کو پڑھتا اور ڈیلیٹ کر دیتا تھا۔ وہ اسے جواب بھی نہیں دیتا تھا۔ اس نے بڑی آسان سزا مبین کے لیے تجویز کی تھی؟ وہ عمر بھر اسی سوال کے گرد چکراتی رہتی؟

"آخر ہوا کیا تھا؟"

اس دن ہوا کیا تھا؟ جب وہ ماما سے بات کر رہی تھی۔ اپنی سازش کی کامیابی پہ ہنس رہی تھی۔ خود کو عقل کل کا مالک سمجھ رہی تھی' تب ہوا کیا تھا؟ ایک گملا اڑتا ہوا برآمدے کے دروازے سے ٹکرایا تھا۔ بھلا کیسے؟ کس طرح؟ ایک دھماکا ہوا اور سب کچھ فنا ہو گیا؟

اس دن ہوا بھی بند تھی۔ درخت ساکت تھے۔ پتا تک ہل نہیں رہا تھا۔ پھر کون تھا جس نے گملے کو ٹھوکر سے اڑایا تھا اور اندر بھی نہیں آیا؟

کیا فاتح؟ کیا وہ سب کچھ سن چکا تھا؟ مبین ایسی ہی پرتپش گرم اور سلگتی دوپہروں میں پورے صحن میں چلا یا کرتی تھی۔ کبھی برآمدے کے اس دروازے کو پہروں تکتی' کبھی ٹوٹے گملے کو ہاتھوں سے چھوتی' کبھی جالیوں سے تایا کے مکان کو دیکھتی۔ اسے اپنا ہر سوال اس ٹوٹے گملے کو دیکھ کر بے معنی لگتا تھا۔ اسے اپنا ہر جواب اس ٹوٹے گملے کو دیکھ کر مل جاتا تھا۔

فاتح نے کبھی نہ جتا کر' کبھی نہ دہرا کر اس کے لیے اچھی سزا تجویز کی تھی۔ وہ ہمیشہ اس سے پرتپاک ملتا تھا' لیکن مبین… اس کا سر خود بخود فاتح کے سامنے جھک جاتا۔ شرمندگی کے اس احساس سے کہ مات کرنے والوں کو شہ مات ہونا کبھی گوارا نہیں ہوتا۔

☼ ☼

Famous Urdu Novels
http://famousurdunovels.blogspot.com/